ماہنامہ
# نقیبِ ختم نبوت ملتان

09 ستمبر 2026ء | ربیع الثانی 1448ھ

احرار

عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے
96 سال

- بلوچستان.........بالآخر مذاکرات!
- سفر برطانیہ اور تحریک ختم نبوت!
- مکالمہ لندن سے ہڈرز فیلڈ تک
- سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل
- 7 ستمبر.........یومِ فتحِ ختم نبوت
- ترکی کا نیا دفاعی اتحاد اور اک حیران کن پیش گوئی!

بانی

ابن امیر شریعت حضرت مولانا

سید عطاء المحسن بخاری

سابق امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

بیاد

امیر شریعت حضرت مولانا

سید عطاء اللہ شاہ بخاری

بانی و امیر اول مجلس احرار اسلام

# مرکز احرار دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

میں پہلے مرحلے میں تنصیب شدہ سولر سسٹم

ناکافی ہوگیا ہے جو ضرورت پوری نہیں کرتا اور

ہر ماہ بھاری بھرکم بجلی کے بل

ادا کرنے پڑ رہے ہیں

اس وقت تین مزید سسٹم لگانے ہیں

ان میں لیتھیم بیٹریز بھی شامل ہیں

پورے منصوبے پر تقریباً

**ڈیڑھ کروڑ 1,50,00,000 روپے**

خرچ ہوں گے

احباب خیر سے درخواست ہے کہ سولر سسٹم کی تنصیب میں تعاون فرما کر طلباء و طالبات کی دعائیں لیں یہ صدقہ جاریہ ہے

اکاؤنٹ نمبر

UBL بینک MDA ملتان

027802782630026 2

Syed Muhammad Kafeel Bukhari

سید محمد کفیل بخاری

مہتمم مدرسہ معمورہ

سید عطاء المحسن بخاری

ناظم مدرسہ معمورہ

03366326621

# ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بانی
ابن امیر شریعت حضرت
مولانا سید عطاء المحسن بخاری

بیاد
حضرت امیر شریعت رئیس الاحرار
سید عطاء اللہ شاہ بخاری
بانی و امیر اوّل مجلس احرار اسلام

Regd.M.NO.32 | شمارہ 09 | جلد 37

ستمبر 2026ء | ربیع الثانی | ۱۴۴۸ھ

**بفیضانِ نظر**

جانشینِ امیرِ شریعت ، امام الاحرار حضرۃ مولانا
سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ
خواجہ خواجگان حضرۃ مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ
ابن امیر شریعت حضرۃ مولانا سید عطاء المؤمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
ابن امیر شریعت حضرۃ پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

**زیرِ سرپرستی**

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ
(مسند نشین خانقاہ سراجیہ)
سرپرست شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

جناب پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب
جناب ملک محمد یوسف صاحب

مدیر مسئول : سید محمد کفیل بخاری

**رفقاءِ فکر**

عبداللطیف خالد چیمہ ، مولانا محمد مغیرہ ، ڈاکٹر محمد عمر فاروق ، میاں محمد اویس
سید عطاء المنان بخاری ، ڈاکٹر محمد آصف ، مولانا تنویر الحسن احرار

منتظم ترسیلات : محمد فیصل اشفاق ، احمد علی
رابطہ 0304-2265485

**زرِ تعاون سالانہ**

اندرونِ ملک ——— =/600 روپے
بیرونِ ملک ——— =/9000 روپے
فی شمارہ ——— =/50 روپے

رابطہ : دار بنی ہاشم ، مہربان کالونی ملتان
www.ahrar.org.pk kafeel.bukhari@gmail.com
majlisahrar@hotmail.com majlisahrar@yahoo.com

## شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت : دار بنی ہاشم ، مہربان کالونی ملتان
ناشر : سید محمد کفیل بخاری
طابع : تشکیل نو پرنٹرز ملتان

ترسیل زر بنام ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان اکاؤنٹ نمبر یو بی ایل 0278-1005278 ایم ڈی اے چوک ملتان

# تشکیل


| | | | |
|---|---|---|---|
| اداریہ | بلوچستان............ بالآخر مذاکرات! | سید محمد کفیل بخاری | 3 |
| شذرات | سفر برطانیہ اور تحریک ختم نبوت! | عبداللطیف خالد چیمہ | 5 |
| // | مکالمۂ لندن سے ہڈرز فیلڈ تک، ایک نئی تاریخ کا آغاز | // | 7 |
| افکار | 7 ستمبر............ یومِ فتحِ ختم نبوت | احمد علی | 9 |
| // | ترکی کا نیا دفاعی اتحاد اور اک حیران کن پیش گوئی! | ضیاء الرحمن (چترالی) | 14 |
| دین دانش | خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تزکیہ نفس کی اثر پذیرائی؟ | عطا محمد جنجوعہ | 17 |
| // | عقیدۂ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم | نوید مسعود ہاشمی | 21 |
| // | سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل | محمد فہد حارث | 24 |
| // | عقیدۂ ایصالِ ثواب (قسط نمبر:3) | ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹیؒ | 26 |
| ادب | نعت | سعید شارق | 29 |
| شخصیت | جادو بیان خطیب | چودھری افضل حقؒ | 30 |
| قبول اسلام | من الظلمات الیٰ النور | ابومروان | // |
| خطاب | منصب نبوت اور قادیانی تاویلات (قسط نمبر:2) | سید عطاء المحسن بخاریؒ | 31 |
| مطالعہ قادیانیت | قادیانیت کی ناکامیوں کی مختصر روئداد (قسط نمبر:2) | مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ | 45 |
| // | قادیانیت کا ایک اور روپ: فتنہ دیندار انجمن (قسط نمبر:3) | مولانا امجد علی مردانوی | 50 |
| حسن انتقاد | تبصرہ کتب | مبصر سید محمد کفیل بخاری | 55 |
| اخبار الاحرار | مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں | ادارہ | 56 |
| ترحیم | مسافران آخرت | ادارہ | 64 |


☆......☆......☆

دل کی بات	سید محمد کفیل بخاری

# بلوچستان ........... بالآخر مذاکرات!

وزیراعظم شہباز شریف نے 21 راگست 2026ء کو اسلام آباد میں بلوچستان نیشنل ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''ماضی میں جو ہوا، سو ہوا، بندوق اٹھانا قبول نہیں۔ بلوچستان کے مسائل کے حل کے لیے گرینڈ ڈائیلاگ کی دعوت مسائل کے حل کا بہترین طریقہ، مشاورت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم ہے۔ ترقی تب ہوگی جب صوبے مل کر چلیں گے۔ بلوچستان کو ترقی میں شامل کیے بغیر ملک آگے نہیں بڑھ سکتا۔ جو راستہ درست کرنے کو تیار ہیں، انہیں خوش آمدید کہیں گے اور جائز شکایات دور کریں گے۔ بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں دہشت گردی کے پیچھے دشمن ممالک ہیں۔''

فیلڈ مارشل عاصم منیر نے بھی اسی روز بلوچستان کی اہم سیاسی شخصیات سے ملاقات میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ:

''بلوچستان اور پاکستان کا حال، مستقبل ایک دوسرے سے جڑے ہیں۔ فتنۃ الخوارج اور فتنۂ ہندوستان، غیر ملکی پراکسیز ہیں۔ ریاست اور عوام میں خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ دشمن کے عزائم کو ناکام بنائیں گے''

(قومی اخبارات 22 راگست 2026ء)

درج بالا طویل اقتباسات وزیراعظم کے خطاب اور فیلڈ مارشل کی گفتگو کا خلاصہ ہیں۔ بلوچستان آج نہیں دہائیوں سے سُلگ رہا ہے۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں بھی بلوچ بندوقیں اٹھا کر پہاڑوں پر چلے گئے تھے۔ حکومت نے تب بھی تشدد کا راستہ اختیار کیا اور بلوچ رہنماؤں کو جیلوں میں قید کیا۔ لیکن بالآخر مذاکرات کا راستہ اختیار کرنے پر حالات کچھ معمول پر آئے۔ سرداروں سے بات چیت کر کے جو معاملات طے کیے ان پر عمل نہ ہوا تو حالات دوبارہ بگڑ گئے۔

جنرل پرویز مشرف کے دور میں سینئر سیاسی رہنما اور سردار جناب محمد اکبر بگٹی کو بدترین ریاستی تشدد کے ذریعے شہید کر دیا گیا۔ اس کے نتائج آج تک قوم و ملک بھگت رہے ہیں۔ تازہ صورتحال بھی ماضی سے مختلف نہیں۔ بلوچستان کا اپنا کلچر ہے۔ بلوچ قوم اپنے سرداروں کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ یہ بات خوش آئند تھی کہ بلوچ سردار قومی سیاست میں شریک کار تھے۔ لیکن حکومت نے ان کی سیاسی حیثیت اور حصہ داری کو تسلیم کرنے کی بجائے غیر نمائندہ لوگوں کو اقتدار پر مسلط کر کے اپنا اُلّو سیدھا کرنے کی کوشش کی، جس کا شدید نقصان ہوا۔ نفرتیں اتنی بڑھیں کہ بات ہاتھ سے نکلتی محسوس ہونے لگی۔ سیاست، سیاست دانوں کا کام ہے، اسٹیبلشمنٹ کا نہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن، بلوچستان اور پختونخوا کے سیاسی رہنما گزشتہ بیس برسوں سے دُہائی دے رہے ہیں کہ آپریشن مسائل کا حل نہیں۔ مشرقی پاکستان کا بنگلہ دیش بننا آپریشن ہی کا نتیجہ و شاخسانہ تھا۔ مسائل کا حل سیاسی قیادت سے مذاکرات اور صحیح معنوں میں قومی اتفاق رائے میں ہے۔

اگر وزیراعظم اور فیلڈ مارشل کو اس کا ادراک ہو گیا ہے تو یہ نہایت خوش آئند اور حوصلہ افزا بات ہے۔ بلوچوں کی جائز شکایات سنی جائیں اور ان کے مسائل حل کیے جائیں۔ گم کردہ افراد کو بازیاب کر کے ان کے پیاروں تک پہنچایا جائے۔ سیاسی اختلاف کی بنیاد پر گرفتار کارکنوں کو رہا کیا جائے۔ جو لوگ واقعی ریاستی مجرم ہیں انہیں گم کرنے کی بجائے عدالتوں میں پیش کر کے مقدمات چلائے جائیں اور قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ بلوچستان کے معدنی وسائل کے دروازے بلوچوں پر بھی کھولے جائیں۔ اگر صدقِ دل سے مذاکرات کیے جائیں، شکایات سنی جائیں اور خلوصِ نیت سے مسائل حل کرنے کی مشترکہ اور متفقہ کوشش کی جائے، تمام معاملات آئین و قانون کے مطابق چلائے جائیں، صوبائی حقوق صوبوں کو دیے جائیں اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کی جائے تو سب کچھ درست ہو سکتا ہے۔ بلوچستان اس وقت جس نازک موڑ پر کھڑا ہے وہ ملکی سلامتی کے لیے کسی صورت بھی صحیح نہیں۔ بلوچوں کا ردِعمل کسی عمل کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ بعض معاملات میں انہوں نے بھی زیادتیاں کی ہیں، اس کے باوجود مسائل کو حل کرنا، شکایات دور کرنا اور حالات کو بہتر بنانا حکومت ہی کی ذمہ داری ہے۔ یہ سب مذاکرات اور قومی اتفاق رائے سے ہی ممکن ہے۔ حال ہی میں متحدہ اپوزیشن کا فورم اپنی ابتدائی صورت میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ وزیراعظم، اپوزیشن کو اعتماد میں لے کر مثبت نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کو سلامت رکھے اور اس کی حفاظت فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

عبداللطیف خالد چیمہ

# سفر برطانیہ اور تحریک ختم نبوت!

29؍جون 2026ء کو لاہور سے لندن پہنچا، بیٹی اور بھائی عرفان اشرف چیمہ کے ہاں قیام تھا، لندن کی بامقصد ملاقاتوں کے علاوہ جون میں انتقال کر جانے والے ختم نبوت اکیڈمی لندن کے بانی سربراہ حضرت عبدالرحمٰن یعقوب باوا کی اکیڈمی ہی عام طور پر میری جولانگاہ ہوتی تھی، جس کے اس تسلسل کو بھی مرحوم باوا صاحب کے ہونہار فرزند مولانا سہیل باوا نے بھی قائم رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ 3 جولائی کو ختم نبوت اکیڈمی میں ہی جمعۃ المبارک کا بیان ہوا جو حضرت عبدالرحمٰن باوا مرحوم کی یادوں کے تذکرہ اور خراج عقیدت پر مشتمل تھا۔ اسی دوران خانقاہ سراجیہ مجددیہ نقشبندیہ کے سجادہ نشین اور ہمارے پیر و مرشد یکے بعد دیگرے عزیزی عرفان ختم نبوت اکیڈمی تشریف لائے اور مختلف موضوعات اور عبدالرحمٰن باوا مرحوم کے حوالے سے گفتگو ہوتی رہی۔ 10 جولائی جمعۃ المبارک کو ریل کے ذریعے گلاسگو میں اپنے پرانے مسکن شیخ عبدالواحد صاحب کے گھر پہنچ گئے، یہاں بھی سرگرمیوں کا آغاز حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب کی تشریف آوری پر ہی ہوا۔ شیخ عبدالواحد صاحب کے ہاں حضرت صاحب دامت برکاتہم کے اعزاز میں ایک تقریبِ نظم حضرت کے معتمد خاص بلال راٹھور صاحب (بریڈفورڈ) کے ذریعے طے تھا، سو گلاسگو کی ملاقاتوں اور مدرویل میں 14 جولائی کو بعد نماز ظہر مسجد زکریا میں ختم نبوت پر بیان کے بعد 17 جولائی جمعۃ المبارک کو گلاسگو سے لندن واپس پہنچا۔ 19 جولائی اتوار کو عرفان بھائی نے صبح کے وقت مجھے مانچسٹر بس پر سوار کرایا جہاں دوپہر تک پہنچ گیا، نماز ظہر کے بعد مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ کے شاندار اور وسیع ادارے اور مرکز اسلام و ختم نبوت میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت تھی۔ علامہ صاحب مرحوم کے بعد مفتی فیض الرحمٰن صاحب اور علامہ صاحب مرحوم کے قریبی رفقاء نے اس ادارے کو حسن انتظام کے ساتھ سنبھال رکھا ہے، دیگر سرکردہ شخصیات کے ساتھ حضرت خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم بھی تشریف فرما تھے، انہی کے اختتامی کلمات اور دعا کے ساتھ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی، حضرت مولانا عبدالرشید ربانی (ڈیوزبری) اور اندرونی و بیرونی بہت سارے احباب اور دوستوں سے ملاقات ہوئی، رات کا قیام اسی مرکز میں رہا، اگلے روز چیچہ وطنی سے تعلق رکھنے والے عزیز دوست محمد آصف سردار مجھے اپنے گھر لے گئے اور عشاء کی نماز کے بعد ہڈرزفیلڈ ہمارے پرانے مہربان حاجی محمد رفیق صاحب کے گھر پہنچا آئے، جہاں 25 جولائی بروز ہفتہ تک قیام بھی رہا اور کام بھی۔ ہڈرزفیلڈ کے ساتھ ہماری بہت پرانی یادیں وابستہ ہیں۔ 1987ء میں قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں ہم نے سرخ قمیصیں پہن کر پروگرام منعقد کیا، جس سے یوکے میں ایک نیا ولولہ پیدا ہوا تھا۔ (1987ء) میں بھی سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ

علیہ نے ہی ساتھیوں کے ساتھ لندن میں قادیانیوں کا ایک تلبیسی اجتماع الٹ کر رکھ دیا تھا۔ مولانا فضل الرحمٰن احرار رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ اکبر سید اسد اللہ طارق (حال مقیم آسٹریلیا) بھی ساتھ تھے، اس وقت ہڈرز فیلڈ میں سید خالد مسعود گیلانی ہمارے میزبان ہوا کرتے تھے۔ بہرحال حاجی محمد رفیق صاحب کے ہمراہ راچڈیل کا بھی بامقصد سفر مکمل ہوا۔ 26 اگست اتوار کو صبح مولانا محمد اکرم صاحب کی معیت میں رفقائے ختم نبوت کا ایک قافلہ برمنگھم کی جامعہ مسجد میں ہونے والی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کی عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں پہنچا، جہاں حضرت خواجہ صاحب دامت برکاتہم نے خود استقبال فرمایا۔ حضرت خواجہ عزیز احمد صاحب دامت برکاتہم اور کئی دیگر حضرات سے ملاقاتیں ہوگئیں اور عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے کام کی کچھ باتیں کہنے سننے کا خوبصورت موقع عطا فرمایا، جس سے پرانی یادیں بھی تازہ ہوتی رہیں اور حضرت خواجہ صاحب کی دعائیں بھی ملتی رہیں۔ برمنگھم سے واپسی کیمبرج کے راستے لندن ہوئی۔ کیمبرج کے ایک زیرِ تعمیر اسلامک سینٹر میں مولانا سہیل باوا صاحب کے حکم پر چند منٹ عقیدۂ ختم نبوت پر گفتگو کا اعزاز اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ سالانہ کانفرنسز کے تسلسل میں مولانا امداد الحسن نعمانی کی میزبانی اور ڈاکٹر اختر الزماں کی زیرِ صدارت عظمت صحابہ واہل بیت وامہات المومنین رضی اللہ عنہم کانفرنس باقاعدگی سے ہو رہی ہے، لندن سے حافظ ممتاز الحق اور حافظ عبدالخالق کی معیت میں ختم نبوت ایجوکیشن سینٹر برمنگھم پہنچے اور امام اہلسنت، جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فیض کی روشنی میں ضروری گفتگو اور ملاقاتوں کے بعد شام تک لندن واپس پہنچ گئے۔ 11 اگست منگل کو حافظ ممتاز الحق کے ساتھ جناب طٰہٰ قریشی سے ملاقات میں مختلف حوالوں سے بڑی مفید گفتگو ہوئی اور تحریک ختم نبوت کی تازہ صورتحال پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ 17 اگست پیر کو ممتاز دانشور جناب کامران رعد کی معیت میں حضرت مولانا عیسیٰ منصوری کی عیادت وملاقات کے لیے ان کی رہائش گاہ وائٹ چیپل گئے، ان کی طبیعت بے حد کمزور دیکھ کر پریشانی بھی ہوئی۔ کامران رعد نے ترکیہ، سعودی عرب اور پاکستان کے سہ ملکی دفاعی معاہدے کے خلاصے سے ان کو آگاہ کیا۔ جس پر وہ ہشاش بشاش ہوگئے، مولانا زاہد الراشدی سے مولانا منصوری کو وائس میسج کرایا گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد لندن کے ساتھی جناب ظفر احمد کی میزبانی سے لطف اندوز ہوئے اور محفل بھی خوب جمی۔ 20 اگست جمعرات کو جناب کامران رعد کے ہمراہ کہنہ مشق صحافی جناب سمیع الحق ملک سے بڑی مفید ملاقات ہوئی۔ 21 اگست کو ختم نبوت اکیڈمی لندن میں یوم امیر شریعت کی مناسبت سے گفتگو ہوئی۔ اسی روز شام کو جناب ذوالفقار علی کی ضیافت میں احباب کے ہمراہ شرکت کی اور 23 اگست اتوار کو اہلیہ کے ہمراہ ہیتھرو ائیر پورٹ لندن سے روانہ ہو کر 24 اگست پیر کو صبح لاہور پہنچے۔ یوں 25 اگست منگل کو الحمدللہ چناب نگر حاضری ہوگئی۔

ہے یہ گنبد کی صدا    کان لگا غور سے سن!

## مکالمۂ لندن سے ہڈرزفیلڈ تک، ایک نئی تاریخ کا آغاز

ہڈرزفیلڈ کی تاریخ تحریک ختم نبوت کے حوالے سے ایک اہمیت کی حامل ہے۔ ماضی بعید میں رد قادیانیت کے عظیم مشن پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشہور رہنما حضرت مولانا لعل حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ ہڈرزفیلڈ تشریف لائے اور یہاں کے قادیانی مرکز کی ریشہ دوانیوں کے سد باب میں اہم کردار ادا کیا۔ ہڈرزفیلڈ میں چیچہ وطنی سے تعلق رکھنے والے ہمارے شیخ محمد انور (رحمۃ اللہ علیہ) غالباً حضرت مولانا لعل حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ہی مسلمان ہوئے تھے، الحمدللہ مرحوم کی اولاد (شیخ محمد عاطف، شیخ محمد عمر) عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے مقدس کام سے ہی جڑے ہوئے ہیں، قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور راقم السطور 1985ء میں پہلی اور 1987ء میں دوسری مرتبہ برطانیہ آئے تو ہڈرزفیلڈ کی مسجد عثمان رضی اللہ عنہ ہماری سرگرمیوں کا مرکز رہی اور سید خالد مسعود شاہ گیلانی ہمارے میزبان ہوا کرتے تھے۔ اس وقت قادیانیوں نے واویلا کیا سو آج بھی ملتا جلتا منظر ہے، حضرت مولانا محمد اکرم صاحب (مسجد بلال، مدرسہ ختم نبوت) نے نئے اور پرانے احباب کے ساتھ مل کر قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے کام کو سنبھالا ہوا ہے۔ استاد عدنان رشید (لندن) محمد امتیاز (آسٹریلیا) مولانا سہیل باوا کی رہنمائی میں قادیانی ریشہ دوانیوں کے سامنے بند باندھے ہوئے ہیں اور قادیانی بری طرح ہر محاذ پر شکست و ذلت سے دوچار ہو رہے ہیں۔ 29-30 جون 2026ء کے مکالمۂ لندن کے بعد 16 اگست کو ہڈرزفیلڈ کے ہال میں سابق قادیانی شبیر احمد کے ذریعے ختم نبوت سیمینار میں سابق قادیانی مرد و خواتین نے قادیانی حربوں اور داؤ پیچ سے جو پردہ ہٹایا ہے اس کے بعد اب کس چیز کی گنجائش باقی رہ گئی ہے؟ اس صورتحال پر جناب مولانا سہیل باوا نے بہت کچھ لکھا لیکن اب تک کی آخری تحریر کو ہم یہاں من وعن نقل کرتے ہیں:

29 اور 30 اپریل 2026ء کو لندن میں ہونے والی تاریخی ڈیبیٹ اور پھر 16 اگست 2026ء کو ہڈرزسفیلڈ میں منعقد ہونے والا تاریخ ساز ختمِ نبوت سیمینار، اگر ان دونوں واقعات کو ایک بڑی تبدیلی کا آغاز اور دوسرے کو پہلے کا نتیجہ قرار دیا جائے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔

اس سے پہلے برطانیہ کی تاریخ میں شاید ہی کبھی ایسا منظر دیکھا گیا ہو کہ سابق مرزائی، جو کبھی جماعتِ قادیان کا حصہ رہے ہوں، اتنے بڑے اور باوقار پلیٹ فارم پر آ کر اپنی داستانِ سفر بیان کریں، اپنے تجربات سامنے رکھیں اور جس حق تک وہ پہنچے ہیں، اس کی آواز بلند کریں۔ 16 اگست کا دن یقیناً تاریخ کا ایک منفرد دن تھا۔

اس کے بعد ظاہر ہے کہ جماعتِ قادیان لندن کی طرف سے کسی نہ کسی ردِعمل کی توقع تو تھی، مگر ردِعمل میں دلائل کم اور آہ و بکا اور ماتمی رنگ زیادہ دکھائی دیا۔

کہا گیا: ہمیں بہت دکھ ہے کہ یہ لوگ جماعت چھوڑ گئے، اپنی جماعت بنالی اور سیمینار کر ڈالا! ارے بھائی! اگر

کوئی شخص اپنی مرضی سے سوالات اٹھائے، اپنے تجربات بیان کرے اور اپنی بات عوام کے سامنے رکھے تو اس پر اتنا اضطراب کیوں؟

اور سب سے دلچسپ پہلو ڈیکلن ہنری کا ہے۔

کل تک جناب ڈیکلن ہنری کا ذکر کرتے ہوئے شاید الفاظ ختم نہیں ہوتے تھے۔ جب انہوں نے مرزا قادیانی کے بارے میں کتاب لکھی تو ان کا مسیحی ہونا قابلِ اعتراض نہیں تھا؛ بلکہ ان کی تحریر کو اپنی تائید کے طور پر پیش کیا جاتا رہا۔

لیکن آج وہی ڈیکلن ہنری اگر مرزا قادیانی کے دعووں پر سوال اٹھائیں، سابق مرزائیوں کی داستانِ حیات قلم بند کریں اور ان کی آواز کو کتاب کی صورت میں دنیا تک پہنچانے کی بات کریں تو اچانک اعتراض شروع ہو گیا:

''یہ مسلمان ایک مسیحی کو اپنے ساتھ ملا رہے ہیں!''

سبحان اللہ!

## ایک ہی شخص، ایک ہی مذہبی پس منظر، مگر معیار دو!

کل تک مسیحی ہونا قابلِ قبول تھا، آج وہی مسیحی اگر سوال اٹھائے تو قابلِ اعتراض ہو گیا۔ اسے کہتے ہیں شاید ''ضرورت کے مطابق معیار'' یعنی جہاں فائدہ ہو وہاں دلیل، اور جہاں دلیل مشکل پڑ جائے وہاں اعتراض!

ہڈرزفیلڈ کے سیمینار میں ڈیکلن ہنری کی گفتگو نے جس طرح بعض حلقوں میں بے چینی پیدا کی، اسے دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ شاید لندن کے قصرِ خلافت میں ان کی تقریر کے اثرات کچھ زیادہ ہی گہرے محسوس ہوئے ہیں۔

ہم تو کہتے ہیں:

بھائی! تقریر سن لیجیے، کتاب پڑھ لیجیے، جواب دلیل سے دیجیے۔ اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

تاریخ کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ جب کسی تحریک کے سامنے اس کے اپنے سابق وابستگان کھڑے ہو کر اپنے تجربات بیان کرنے لگیں تو اصل امتحان مخالفین کو خاموش کرانے کا نہیں بلکہ سوالات کے جواب دینے کا ہوتا ہے۔

اور شاید اسی لیے لندن ڈیبیٹ سے ہڈرزفیلڈ سیمینار تک کا سفر ایک نئے باب کا آغاز ہے۔

اس موقع پر اتنا ہی کہوں گا ڈیکلن ہنری کے لیکچر سے ڈاکٹر ہنری مارٹن مارک کا مقدمہ شاید جماعتِ قادیان لندن کو تاریخ کے صفحات بھی یاد آ رہے ہوں گے۔ ان شاء اللہ ڈیکلن ہنری کا تفصیلی تاریخی بیانیہ و مواد کا اردو ترجمہ جلد قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

29،30 اپریل لندن سے 16 اگست ہڈرزفیلڈ تک جو آواز بلند ہوئی ہے، وہ محض ایک سیمینار کی آواز نہیں؛ یہ ان لوگوں کی آواز ہے جو اپنے ماضی سے گزر کر اپنے حال میں پہنچے ہیں اور اب اپنے تجربات دنیا کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔

تاریخ ابھی لکھی جا رہی ہے اور شاید یہ تو صرف پہلا باب ہے

احمد علی

# 7 ستمبر............ یومِ فتحِ ختم نبوت

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کے ایمان کا جزوِ خاص ہے۔ اس کے بغیر ایمان نا کامل اور ادھورا رہ جاتا ہے۔ اسی مرکزی عقیدے میں نقب زنی کے لیے مختلف اعتقادی قزاقوں نے جھوٹی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر مختلف ادوار میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اپنے تمام کفریہ وسائل اس مکروہ مقصد کے حصول کے لیے صرف کیے، لیکن ان جھوٹے نبیوں کا انجام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بدبختِ ازلی کے خلاف جہاد کا اعلان کردیا، اس سے جنگ کی، جو کہ ''جنگِ یمامہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اسی جنگ میں مسیلمہ کذاب جہنم واصل ہوا۔ اس جنگ میں متعدد حفاظ قرآن صحابہ رضوان اللہ علیہم شہید بھی ہوئے۔ اس دور میں اسود عنسی اور سجاح نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنے بھیانک انجام کو پہنچے۔

انیسویں صدی میں انگریز برصغیر کے اقتدار پر مسلط ہوا تو اس نے مسلمانوں کی ملی وحدت کو کمزور کرنے اور انہیں جہاد سے بے گانہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس مقصد کے لیے اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو چنا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے فرنگی سامراج کی خواہشات کی تعمیل کرتے ہوئے سب سے پہلے جہاد کے خلاف فتویٰ دیا کہ

''اب جہاد کرنے کی قطعی ضرورت نہیں اور حکومتِ برطانیہ سے تعاون کرو''۔

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو وقفے وقفے سے مامور من اللہ، مجدد، مہدی، مسیح موعود بتلانا شروع کیا۔ اس طرح مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے ۱۹۰۱ء میں مرزا نے نبوت کا دعویٰ کردیا۔ انگریز نے اس کی مکمل سرپرستی کی اور اپنے ''خود کاشتہ پودے'' کو خوب پروان چڑھایا۔ ادھر لدھیانہ کے عظیم مجاہد آزادی، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے دادا مرحوم نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا اعلان کیا۔ بعد میں مولانا محمد حسین بٹالویؒ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا کا بھرپور علمی محاسبہ کیا اور اس کی نام نہاد نبوت کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اپنے زمانہ کے امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) کو قادیانیت کے عوامی محاسبے کی ہمہ وقتی فکر رہتی تھی۔ انہی کے ایماء پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، ظفر الملت مولانا ظفر علی خانؒ، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، ادیب حریت چودھری افضل حقؒ،

ضیغم احرار شیخ حسام الدینؒ اور مدبر احرار ماسٹر تاج الدین انصاریؒ کی باہمی مشاورت سے ۲۹ ردسمبر ۱۹۲۹ء کو مجلس احرار اسلام کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا بنیادی منشور ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا محاسبہ تھا۔ ابھی احرار کو قائم ہوئے چند دن ہی گزرے تھے کہ کشمیر میں آزادی کی تحریک بھڑک اٹھی۔ ریاستی جبر و تشدد کے خلاف کشمیری مسلمانوں کے اس طوفان خیز احتجاج کو تحریک کی شکل مجلس احرار اسلام نے دی۔ قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے انہیں دنوں، بظاہر کشمیر کے احتجاجی ہنگامے فرو کرنے کے عزم سے، چند سیاسی زعماء پر مشتمل ''کشمیر کمیٹی'' بنائی اور حضرت علامہ اقبال کو اس میں شامل کر لیا۔ یہ دراصل کشمیر میں قادیانیت پھیلانے کی ایک سازش تھی۔ احرار رہنماؤں کے متوجہ کرنے سے علامہ اقبال کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہو گئے اور تحریک کشمیر کو ہائی جیک کرنے کی قادیانی سازش بری طرح ناکام ہوئی۔ قادیانیوں کے تعاقب و محاسبہ کے سلسلے میں مجلس احرار کی تحریکی مساعی یہ ایک اہم سنگ میل ہے۔ پھر مجلس احرار اسلام نے ۱۹۳۴ء میں قادیان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک عظیم الشان ''احرار کانفرنس'' منعقد کی، جس میں قریباً دو لاکھ سے زائد مجاہدین ختم نبوت نے شرکت کی۔ قادیان میں مدرسہ و مسجد ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔ احرار رہنماؤں کے اس جرأت مندانہ اقدام سے ہندوستان بھر میں ختم نبوت کے حوالے سے عوامی بیداری کی ایک زبردست لہر پیدا ہوئی۔ جھوٹی قادیانی نبوت کی شکستہ عمارت دھڑام سے زمین پر گرتی محسوس ہوئی۔ احرار کے اس مقدس جہاد میں ہر مسلک کے علماء کرام اور ہر طبقۂ فکر کے زعماء نے مجلس احرار اسلام کی دعوت پر لبیک کہا۔

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے اپنی سیاسی حیثیت ختم کر کے خود کو خالص دینی اور مذہبی خدمات کے لیے وقف کر دیا۔ جب پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی چودھری ظفر اللہ خان کو بنایا گیا تو اس نے اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے، قادیانیوں کو کلیدی عہدوں پر تعینات کیا، ان کے لیے مراعات اور تحفظات کے انبار لگا دیے۔ ملک کی انتظامی مشینری میں قادیانی اثر و نفوذ میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ ۱۹۵۳ء میں ظفر اللہ قادیانی کو ہٹانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے پورے ملک میں تحریک چلائی گئی۔ تحریک میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے احرار رفقاء حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ، حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ سمیت تمام دینی اکابر کی عملی رفاقت حاصل رہی۔ حکومت نے اس وقت کے گورنر جنرل ناظم الدین کی ہدایت پر ملک بھر میں تحریک ختم نبوت کے تمام مرکزی اور مقامی قائدین کو جیل میں ڈال دیا اور لاکھوں کارکنوں پر وحشیانہ تشدد کی انتہاء کر دی۔ مولانا عبدالستار نیازیؒ اور مولانا مودودیؒ کو سزائے موت سنائی گئی جبکہ جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم جاری کیا گیا۔ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور شورش کاشمیریؒ سمیت ہر حق گو رہنماء کو عشقِ رسول کی

پاداش میں جیل میں ٹھونس دیا گیا۔اس وقت کے چنگیز خان جنرل اعظم نے لاہور کے نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں، دس ہزار مجاہدین ختم نے اپنے خون سے تحریک تحفظ ختم نبوت کی آبیاری کی۔ ریاستی تشدد کے شرم ناک استعمال سے وقتی طور پر یہ تحریک دبا دی گئی، لیکن حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

''میں نے اس تحریک کی صورت میں، ایک ٹائم بم نصب کر دیا ہے، وقت آنے پر یہ بم ضرور پھٹے گا اور فتنہ مرزائیت کو اس کے انجام سے دوچار کرے گا''۔

۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کی اسلام دشمن اور وطن دشمن سرگرمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔جس نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے لیے مہمیز کا کام دیا۔

آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم کو قائد احرار سید ابوذر بخاریؒ نے اس جرأت مندانہ اقدام پر، ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

''صحیح ترین بات یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی محدود تر حکومت کی مقید ترین اسمبلی نے اس دورِ ضلالت میں ملکی اور عالمی سطح پر کسی برسر اقتدار کفر و الحاد کا کوئی رعب اور خوف محسوس نہ کیا۔ اور تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے دس ہزار شہداء کے خون بے گناہی کا روحانی پیغام قبول کر لیا ہے''۔

۲۲ فروری ۱۹۷۴ کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کا ایک گروپ شمالی علاقہ جات میں سیر و تفریح کی غرض سے ملتان سے پشاور جانے والی گاڑی چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوا۔ جب گاڑی ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پہنچا تو مرزائیوں نے گاڑی میں مرزا قادیانی کا کفر و الحاد پر مشتمل لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جس سے طلباء اور قادیانیوں میں جھڑپ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ قادیانیوں نے اپنے ذرائع سے طلبہ کی واپسی کا وقت اور دن معلوم کر کے طلبہ سے نمٹنے کا منصوبہ بنایا۔ جب طلبہ واپس پہنچے تو قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے طلبہ کے ڈبے پر نشان لگا دیا۔ قادیانیوں نے ڈبے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے بے لگام قادیانی ہجوم کو دیکھتے ہوئے طلباء نے کھڑکیاں اور دروازے بند کر دیئے۔ ہجوم، کھڑکیاں اور دروازے توڑ کر ڈبے میں داخل ہو گیا۔ تمام طلباء کو ڈبے میں گھسیٹتے ہوئے باہر لائے، ان پر اتنا تشدد کیا کہ وہ خون میں نہا گئے۔ گاڑی کا سگنل ہو چکا تھا۔ لیکن سوچے سمجھے منصوبے کے تحت گاڑی کو روکے رکھا گیا۔ جب قادیانیوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی تب گاڑی روانہ ہوئی۔ جب گاڑی ختم نبوت کی خاطر لہولہان ہونے والے طلبہ کو لے کر فیصل آباد پہنچی تو پورے شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

قادیانیوں کی اس بہیمت پر پورا ملک خصوصاً فیصل آباد سراپا احتجاج بن گیا۔ زخمی طلبہ کی مرہم پٹی کی گئی، وہی

تحریک جو برسوں پہلے ریاستی تشدد سے بظاہر دب گئی تھی، ایک بار پھر سر اٹھانے لگی۔ پورے ملک میں احتجاجی ریلیوں، جلسوں اور جلوسوں کا سیلاب امڈ آیا۔ حکمرانوں نے حسبِ معمول اس واقعہ کو بھی دبانے کی کوشش کی لیکن پنجاب اسمبلی میں بھی سانحہ ربوہ کی بازگشت سنی گئی۔ قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے کہا کہ

> ''ختم نبوت کی دینی حیثیت کے متعلق تمام ملک کے علماء متفق ہیں کہ قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے سات دن منصوبہ بندی کی مگر حکومت نے کوئی نوٹس نہیں لیا''

قادیانیوں کی اس چنگیزیت کو دیکھتے ہوئے اور صورت حال کو بھانپتے ہوئے، ملک کے تمام اکابر علماء و قائدین متفق ہو گئے۔ ۹ رجون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں مجلس عمل کا اجلاس اور مولانا عبدالستار نیازیؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا محمد شریف ہزارویؒ، مولانا عبیداللہ احرارؒ اور نوابزادہ نصر اللہ خانؒ وغیرہم ایسی نمائندہ دینی وقومی شخصیات نے اس اجلاس میں شرکت کی۔

تحریک آہستہ آہستہ زور پکڑتی جارہی تھی۔ ۹ جون کے اجلاس میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا کنوینر مقرر کیا گیا۔ جبکہ ۷ ارجون فیصل آباد کے اجلاس میں مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت علماء اسلام، حزب الاحناف، مرکزی جمعیت اہل حدیث، جماعت اسلامی، مسلم لیگ، جمہوری وطن پارٹی اور دیگر مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کی مرکزی قیادت نے بھرپور شرکت کی۔ چونکہ مختلف مکاتبِ فکر اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قائدین موجود تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ سعادت ہمارے حصے آئے۔

بالآخر سید ابوذر بخاریؒ اور شورش کاشمیریؒ کی گہری بصیرت سے یہ مشکل مرحلہ بہ آسانی حل ہو گیا۔ چنانچہ حضرت علامہ بنوریؒ کو صدر اور علامہ محمود احمد رضویؒ کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔ تحریک کو مزید مؤثر اور طاقتور بنانے کے لیے آغا شورشؒ، مولانا مفتی محمودؒ، سید ابوذر بخاریؒ، علامہ محمود احمد رضویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور دیگر جید علماء کرام نے ملک کے طوفانی دورے کیے اور مسلمانوں کو قادیانیت کا حقیقی چہرہ دکھایا۔ ایسے ایسے علاقوں میں گئے جہاں لوگ قادیانیت کے نام سے بھی واقف نہیں تھے۔ قائدین تحریک کے اس اقدام سے قادیانی بوکھلا گئے۔ اسی دوران قادیانیوں نے اسلحہ کی نمائش اور تشدد کے ذریعہ سے کئی مقامات پر مسلمانوں کو ہراساں کرنے کی کوششیں کیں۔ بھٹو حکومت نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ تحریک دب جائے، اس سلسلے میں انہوں نے مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ کا ہفت روزہ ''چٹان'' اور ''چٹان پریس'' کو سربمہر کر دیا۔ سید ابوذر بخاریؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے دوسرے فرزندوں سید عطاء المحسن

بخاریؒ اور پیر جی سید عطاء المہیمن بخاریؒ کو بھی گرفتار کرلیا گیا مگر اس سے عوامی جوش وخروش میں مزید اضافہ ہوگیا۔

اس مقدس تحریک میں طلبہ تنظیمیں بھی پیش پیش تھیں۔ اسلامی جمعیت طلبہ، جمعیت طلبہ اسلام، انجمن طلبہ اسلام اور تحریک طلباء اسلام کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی صدر ملک رب نواز چنیوٹی کی شعلہ نوائی سے خائف ہوکر انہیں گرفتار کرلیا گیا۔

حکومت بالآخر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی زبردست تحریک کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئی۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی قائم کردی گئی۔ جسے فریقین کی بات سن کر فیصلہ کرنا تھا۔ اس کمیٹی میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد پر کئی روز جرح کی گئی۔ قومی اسمبلی میں مجلس عمل کی نمائندگی مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحقؒ (شیخ الحدیث، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک) اور دیگر ارکان کررہے تھے۔ مذکورہ حضرات نے شب وروز کی مساعیٔ جمیلہ سے وہ تمام لٹریچر جمع کیا، جو خصوصی کمیٹی کے لیے ضروری تھا۔

شہداء ختم نبوت کا مقدس اور پاک پوتر خون اور قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت کی بے لوث قربانیاں رنگ لے آئیں۔ قومی اسمبلی نے مرزا ناصر پر گیارہ دن تک اور مرزائیت کی لاہوری شاخ کے امیر پر سات گھنٹے مسلسل بحث کی۔ کئی دفعہ ایسے نازک موڑ بھی آئے کہ الجھاؤ کا خطرہ لاحق ہوگیا اور مجلس عمل کے رہنما اس سلسلے میں کسی بھی تاخیر و التوا سے بچنے اور فیصلہ کن مرحلے تک پہنچنے کی خاطر سربکف ہوکر قید وبند کے لیے تیار ہوگئے مگر خداوند عالم کے فضل و کرم سے اتفاق رائے ہوگیا۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا وہ مبارک دن آپہنچا، جب قادیانیوں کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر سہ پہر ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے خصوصی خطاب کیا۔ عبدالحفیظ پیرزادہ نے اس سلسلے میں آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا اور جب یہ بل متفقہ رائے سے منظور ہوگیا تو حزب اقتدار وحزب اختلاف فرط خوشی ومسرت سے آپس میں بغل گیر ہوئے۔ اس طرح یہ تاریخ ساز دن علماء حق اور شہداء ختم نبوت کی بے لوث قربانیوں کی فتح کا دن ثابت ہوا۔

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446 فون نمبر:
Email:saleemco1@gmail,com
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

ضیاء الرحمٰن (چترالی)

# ترکی کا نیا دفاعی اتحاد اور اک حیران کن پیش گوئی!

مصر نے سعودی عرب، ترکی اور پاکستان کے درمیان ہونے والے ممکہ دفاعی معاہدے میں شمولیت کے امکان پر غور شروع کر دیا ہے۔ اگر مصر بھی اس دفاعی بندوبست کا حصہ بن جاتا ہے تو مشرق وسطیٰ کے سیاسی اور عسکری نقشے میں ایک انتہائی اہم تبدیلی رونما ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اس اتحاد میں ایک طرف ترکی کی بڑھتی ہوئی عسکری اور دفاعی طاقت ہے، دوسری طرف پاکستان کی بڑی فوجی قوت اور جوہری صلاحیت، جبکہ سعودی عرب خطے کا ایک انتہائی اہم جغرافیائی اور معاشی مرکز ہے۔ مصر کی شمولیت اس نئے دفاعی ڈھانچے کو مزید وسیع اور بااثر بنا سکتی ہے۔ کیونکہ مصر عرب دنیا کی سب سے بڑی فوجی قوت ہے۔

لیکن ذرا ٹھہریئے...

اس پوری صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے ہمیں تقریباً 17 سال پیچھے، 2009ء میں جانا ہوگا۔

اسی سال امریکی ماہر جغرافیائی سیاست جارج فریڈمین (George Friedman) کی مشہور کتاب

The Next 100 years Forecast for the 21st Century-A

شائع ہوئی تھی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ فریڈمین نے یہ تجزیہ اس وقت پیش کیا تھا جب آج کی موجودہ علاقائی صف بندی کا تصور بھی بہت دور تھا۔

فریڈمین کے نزدیک دنیا کی ریاستیں شطرنج کے کھلاڑیوں کی طرح حرکت کرتی ہیں۔ ان کے سامنے لامحدود راستے نہیں ہوتے۔ جغرافیہ، معیشت، فوجی طاقت، تاریخی مفادات اور بیرونی خطرات ان کے اختیارات کو محدود کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر کسی ملک کے جغرافیائی محلِ وقوع اور بنیادی مفادات کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو اس کی مستقبل کی بعض حرکات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اور یہاں ترکی کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔

فریڈمین کے مطابق ترکی کی جغرافیائی حیثیت اسے غیر معمولی اہمیت دیتی ہے۔ ایک طرف یورپ، دوسری طرف قفقاز اور روسی دنیا، جنوب میں عرب دنیا اور ایران، جبکہ مغرب میں بحیرۂ روم ترکی ان تمام خطوں کے درمیان ایک اہم پل کی حیثیت رکھتا ہے۔

فریڈمین کا خیال تھا کہ ترکی کی معاشی اور عسکری طاقت میں اضافہ بالآخر اس کے علاقائی اثر ورسوخ میں بھی اضافے کا باعث بنے گا۔ یعنی ترکی ہمیشہ کے لیے اپنی موجودہ سرحدوں تک محدود نہیں رہے گا، بلکہ جغرافیہ اور بڑھتی

ہوئی طاقت اسے اپنے گردونواح میں زیادہ فعال کردار ادا کرنے پر مجبور کریں گے۔

فریڈ مین نے اس سے بھی آگے جا کر ایک انتہائی اہم منظر نامہ پیش کیا تھا۔

اس کے مطابق مستقبل میں ترکی دوبارہ ایک بڑی علاقائی طاقت بنے گا۔عرب دنیا کے ساتھ اس کے تعلقات گہرے ہوں گے اور اس کا اثر و رسوخ جزیرۂ عرب تک پہنچ جائے گا۔

وہ ایک ایسے ممکنہ مستقبل کا بھی تصور کرتا ہے جس میں ترکی، عراق اور شام میں اپنا اثر بڑھانے کے بعد سعودی جزیرہ نما کی سمت متوجہ ہو سکتا ہے، جبکہ بحیرۂ احمر، سویز نہر اور خلیج کے راستے بھی اس کے وسیع تر علاقائی مفادات کا حصہ بن سکتے ہیں۔

اب ذرا اس منظر نامے کو ایک طرف رکھیں اور 2026ء کے نقشے پر نظر ڈالیں۔

ترکی اب صرف ایک خطے کے اندر محدود رہنے والی طاقت نہیں رہا۔شام میں اس کا کردار ہے، عراق میں اس کے مفادات ہیں، لیبیا میں اس کی فوجی موجودگی ہے، صومالیہ اور سوڈان میں اس کا کردار ہے، بحیرۂ احمر اور مشرقی بحیرۂ روم میں اس کی سرگرمیاں ہیں اور اب سعودی عرب اور پاکستان کے ساتھ ایک باقاعدہ دفاعی معاہدہ بھی سامنے آ چکا ہے۔

اور اگر مصر بھی اس میں شامل ہو جاتا ہے تو یہ تصویر مزید دلچسپ ہو جاتی ہے۔

مصر، ترکی، سعودی عرب اور پاکستان، چار ایسے ممالک جو اپنے اپنے اعتبار سے خطے کے اہم عسکری، سیاسی، جغرافیائی یا معاشی مراکز ہیں۔

فریڈ مین نے ''مکہ دفاعی معاہدے'' کی پیش گوئی نہیں کی تھی۔

اس نے یہ بھی نہیں کہا تھا کہ ترکی 2026ء میں سعودی عرب کے تبوک، ریاض یا ابہا میں فوجی تعیناتی کرے گا۔لہٰذا آج کے واقعات کو اس کی کتاب کی لفظ بہ لفظ پیش گوئی قرار دینا درست نہیں ہوگا۔

فریڈ مین نے تقریباً دو دہائیاں پہلے ترکی کے ایک بڑے جغرافیائی رجحان کی نشاندہی کی تھی: ایک ایسا ترکی جو اپنی معاشی، عسکری اور جغرافیائی طاقت میں اضافے کے ساتھ اپنے اردگرد کے علاقوں میں دوبارہ وسیع تر اثر و رسوخ حاصل کرے۔

اور آج ہم اسی رجحان کو ایک نئے تناظر میں دیکھ رہے ہیں۔

سعودی عرب، ترکی اور پاکستان کے درمیان ہونے والا دفاعی معاہدہ اگر مستقبل میں مصر تک پھیلتا ہے تو یہ محض چار ممالک کا باہمی تعاون نہیں رہے گا، بلکہ مشرق وسطیٰ اور اس سے ملحقہ خطوں میں ایک نئے علاقائی سلامتی کے ڈھانچے کی بنیاد بن سکتا ہے۔

سعودی عرب کے پاس بے پناہ معاشی وسائل اور انتہائی اہم جغرافیائی حیثیت ہے۔پاکستان کے پاس ایک بڑی اور تجربہ کار فوجی قوت، دفاعی صلاحیت اور جوہری طاقت ہے۔جبکہ ترکی کے پاس جدید دفاعی صنعت، تیزی سے ترقی کرتی ہوئی عسکری ٹیکنالوجی اور وسیع علاقائی رسائی ہے اور مصر کے پاس عرب دنیا کی سب سے بڑی فوج،

بحیرۂ احمر پر اہم جغرافیائی مقام اور سویز نہر جیسی عالمی تجارتی شاہراہ موجود ہے۔

اگر یہ چاروں ممالک ایک ہی دفاعی فریم ورک میں آ جاتے ہیں تو اس اتحاد کی جغرافیائی اہمیت معمولی نہیں ہوگی۔

شمال میں ترکی، جنوب میں سعودی عرب، مشرق میں پاکستان اور مغرب میں مصر۔

یہ محض ایک فوجی اتحاد کا نقشہ نہیں بلکہ ایک ایسے وسیع علاقائی جغرافیے کی نشاندہی کرتا ہے جس میں بحیرۂ روم، بحیرۂ احمر، خلیج اور بحرِ ہند تک کے اہم راستے ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں۔

2009ء میں لکھی گئی جارج فریڈ مین کی اس کتاب کو اگرچہ آج کی حقیقت قرار دینا درست نہیں۔ دنیا ہمیشہ پیش گوئی کے مطابق نہیں چلتی اور فریڈ مین خود بھی اپنی پیش گوئیوں کو قطعی مستقبل کے بجائے ممکنہ جغرافیائی منظر ناموں کے طور پر پیش کرتا ہے۔

لیکن اس نے جس بڑے رجحان کی نشاندہی کی تھی یعنی ترکی کا دوبارہ ایک بڑی علاقائی طاقت کے طور پر ابھرنا اور عرب دنیا و جزیرۂ عرب میں اس کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کا امکان، آج کی علاقائی تبدیلیاں اس پیش گوئی کے حقیقت کا روپ دھارنے کی طرف اشارہ ضرور کرتی ہیں۔

سوال یہ نہیں کہ:

کیا فریڈ مین کی ہر پیش گوئی درست ثابت ہوگئی؟

بلکہ سوال یہ ہے:

کیا ہم مشرقِ وسطیٰ میں طاقت کے توازن کی ایک ایسی نئی تشکیل کے ابتدائی مراحل دیکھ رہے ہیں جس میں ترکی پہلے سے کہیں زیادہ مرکزی کردار ادا کرے گا؟

اور اگر مصر بھی مکہ دفاعی معاہدے میں شامل ہو جاتا ہے تو کیا یہ صرف ایک دفاعی معاہدہ رہے گا، یا آنے والے برسوں میں یہ پورے خطے کے سیاسی اور عسکری توازن کو تبدیل کرنے والی ایک بڑی قوت بن سکتا ہے؟

یہ ابھی کہنا قبل از وقت ہے۔ لیکن ایک بات ضرور ہے کہ 2009ء کی کتاب میں بیان کیے گئے ترکی کے ممکنہ عروج اور 2026ء کے بدلتے ہوئے مشرقِ وسطیٰ کے نقشے کو ایک ساتھ رکھ کر دیکھیں تو کئی حیران کن سوالات ضرور پیدا ہوتے ہیں۔

شاید جغرافیائی سیاست کی اصل دلچسپی بھی یہی ہے کہ آج کا کوئی واقعہ کبھی کبھی برسوں پہلے کیے گئے کسی تجزیے کو اچانک نئی معنویت دے دیتا ہے۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آنے والے برسوں میں یہ خطہ کس سمت جائے گا۔ ہماری دعا ہے کہ اس امت کے لیے آنے والا وقت امن، استحکام، خود مختاری اور خیر کا سبب بنے۔

کتاب: The Next 100 years Forecast for the 21st Century-A

George Friedman، 2009ء

عطا محمد جنجوعہ

# خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تزکیہ نفس کی اثر پذیرائی؟

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک بنی نوع انسان کی راہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا: (قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا) (الاعراف:158)

’’آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوں۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا مجھے کائنات کے تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب التیمم، صحیح مسلم، کتاب المساجد)

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اثر پذیرائی کا ثمر تھا کہ بدر کے میدان میں ۳۱۳ مجاہدین ایک ہزار لشکر کفار کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے بیعت کی جن کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

(لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا) (الفتح:18)

’’یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں میں جو تھا اسے اُس نے معلوم کر لیا اور اُن پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی‘‘۔

یہ اصحاب بیعت رضوان کے لیے رضائے الٰہی اور ان کے پکے سچے مومن ہونے کا سرٹیفکیٹ ہے۔ یعنی ان کے دلوں میں جو صدق وصفا کے جذبات تھے، اللہ اُن سے بھی واقف ہے اس سے ان دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ ان کا ایمان ظاہری تھا دل سے وہ منافق تھے۔ (احسن البیان)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اس واقعہ کی انجیل میں بھی پیشین گوئی موجود تھی۔

’’کون فاران سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدسیوں میں سے آیا‘‘۔ (مقدس انجیل استثناء ۳۳:۲)

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے

خطبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا: اور تم سے میرے متعلق پوچھا جانا والا ہے تو تم لوگ کیا کہو گے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کردی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا: ''اے اللہ گواہ رہ''۔ (صحیح مسلم)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ سبحان نے یہ آیت نازل فرمائی:

(اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا) (المائدہ:۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کرلیا''۔

یہ آیت ۹ ذوالحجہ ۱۰ھ عرفہ کے دن نازل ہوئی۔

دوسرے دن یوم نحر ۱۰ ذوالحجہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا:

''جو شخص موجود ہے وہ غیر موجود تک (میری باتیں) پہنچا دے'' (صحیح بخاری)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دعوتی پیغام پہنچانے کے لیے مشرق ومغرب تک پھیل گئے۔ برصغیر میں بھی چند صحابہ کرام تبلیغ کے لیے تشریف لائے۔ مذکورہ نفوس قدسیہ کے بارے میں امامیہ مجتہد ملا باقر مجلسی نے تحریر کیا ہے:

''عیاشی نے بسند معتبر حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت فرمائی۔ چار اشخاص علی بن ابی طالب، مقداد، سلیمان اور ابوذر رضی اللہ عنہم کے سوا سب مرتد ہو گئے۔ راوی نے پوچھا: عمار رضی اللہ عنہم کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ حضرت نے فرمایا: اگر اُن کو پوچھتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہ ہوا ہو تو وہ یہی تین اشخاص تھے''۔

(حیات القلوب، جلد ۲ ص ۹۲۳)

قرآن حکیم شاہد ہے کہ یہی صحابہ کرام ہیں جو ایمان کی بنیاد پر اپنے عزیز واقارب سے ناراض ہو گئے حتیٰ کہ انہیں اپنے ہاتھوں سے قتل تک کرنے میں تأمل تک نہیں کیا۔ ان کے دلوں کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لے کر (رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ) (المجادلہ:۲۲) کا سرٹیفکیٹ جاری کردیا۔

فریق ثانی کا نظریہ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآنی اعزاز رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین، کافۃ للناس اور رب کی طرف امتحان لے کر بیان کردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف حمیدہ اور تکمیل دین کی بشارت کے صریح

متضاد فعل ہے۔

فریق ثانی کے بقول دین اسلام کے ابتدائی گواہان ایمان سے محروم ہو گئے تو پھر اُن کی تمام روایات نا قابل اعتماد ٹھہریں۔ قابل غور پہلو ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے نقوش ہم تک کیسے پہنچے؟ فریق ثانی کا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خم غدیر پر سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو ''من کنت مولا فعلی مولا'' فرما کر اپنا جانشین بنایا۔ جنہوں نے امت تک دین اسلام کے احکام پہنچائے۔

نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے سیدنا علی المرتضٰی، مقداد، سلیمان وابوذر رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا۔ غور طلب پہلو ہے کہ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ تو اہل بیت کے رکن تھے۔ جب اُن کو ہی صرف دین پہنچانا تھا تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت وجہاد کی راہ میں مسلسل تیئس سال تک صعوبتیں برداشت کرنا چہ معنی دارد؟

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما نے متعدد خاندانوں میں نکاح کیے۔ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی اولاد اٹھائیس کے لگ بھگ ہے اور وہ بھی ازدواجی رشتہ سے منسلک ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوتی حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیوہ ہو کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ محمد باقر بن علی زین العابدین رحمہ اللہ بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا نکاح ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وأمہا اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے ہوا جن سے جعفر صادق پیدا ہوئے۔ دیگر چھے ائمہ کرام انہی کی نسل سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ''مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ جنم دیا''۔

آیت تطہیر کے مصداق سیدنا علی سیدنا حسن سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اور آل علی کے جن خاندانوں میں نکاح ہوئے ان کو ایمان سے خارج کرنے والوں کا اہل بیت سے محبت کا دعویٰ صدق ہے یا کذب؟ فیصلہ خود کریں

فریق ثانی تاریخ کی معتبر روایت سے ثابت کریں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خلفائے ثلاثہ کے 25 سالہ خلافت کے دوران گھر میں گوشہ نشین ہو کر یا مدینہ منورہ میں علیحدہ مسجد تعمیر کر کے نماز پڑھتے رہے۔ بصورت دیگر تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ مسجد نبوی میں خلفاء ثلاثہ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے رہے۔ اس بنا پر ان کا یہ کہنا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دل سے نہ چاہتے ہوئے وحدت امت کی خاطر خلفائے ثلاثہ کے اقتدا میں نماز قائم کرتے رہے۔ فریق ثانی کا یہ نظریہ اہل بیت سے محبت کا آئینہ دار نہیں بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایمانی حمیت پر حملہ کے مترادف ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعوتی پیغام پہنچایا۔ انہوں نے تصدیق کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اللہ تعالی کو گواہ بنایا ان کے بارے میں یہ نظریہ رکھنا کہ ماں سوائے تین چار کے باقی مرتد ہو گئے یہ نظریہ خاتم النبیین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتزکیہ کے اثر پذیری کے ثمر سے صریح انکار کے مترادف ہے۔

اللہ تعالی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شرف وفضل بیان فرمایا ہے

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (فاطر:۳۲)

ہم نے اس کتاب کے وارث اپنے وہ بندے بنائے جنہیں ہم نے چن لیا

اس آیت میں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اس کے اوّلین وارث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

اس کی وضاحت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے

عن عبد اللہ بن مسعود، قال: إِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ؛ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلَّمَ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِه، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ؛ فَوَجَدَ قُلُوْبَ أَصْحَابِه خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّه، يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى دِيْنِه (مسند احمد)

اللہ تعالی نے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تمام بندوں میں سب سے بہتر پایا چنانچہ انہیں اپنے لیے منتخب فرما لیا اور اپنا پیغام انہیں دے کر بھیجا۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا دل تمام بندوں میں سب سے بہتر پایا چنانچہ انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پشتیبان اور مددگار بنا دیا جو ان کے دین کی حفاظت کے لیے جہاد وقتال کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے پہلے وارث ہیں وہی اللہ تعالی کے منتخب بندے ہیں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت اور اپنی کتاب کی حفاظت و وراثت کے لیے پسند فرمایا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے دعوت جہاد کی بدولت مشرق و مغرب میں اسلام کا پرچم لہرایا اور قیصر و کسری کے ایوانوں میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند کی۔

قرآن و حدیث کی مذکورہ پیشین گوئی کی بنا پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (ماسوائے تین چار) کو اسلام سے خارج کرنے والوں کا نظریہ اللہ تعالی کے حسن انتخاب پر صریح حملہ ہے۔ اللہ تعالی ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار اور قرآن کریم کے اوّلین وارث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے والوں کی صف میں شریک فرمائے اور ان سے بغض وعناد رکھنے والوں کو ہدایت کی نعمت سے نوازے۔ آمین

نوید مسعود ہاشمی

# عقیدۂ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

ہمیں عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ اور دفاع کے لیے اپنی جان، مال، زبان اور قلم وقف کر دینے چاہئیں، کیونکہ عالمی صیہونی صلیبی طاقتوں نے عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔ اسلامی عقائد میں عقیدۂ ختم نبوت کو بنیادی اور نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ مکمل فرما دیا اور آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کسی نئے نبی یا رسول کی آمد نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت محض ایک تاریخی واقعہ نہیں بلکہ اسلامی عقیدے کا بنیادی حصہ ہے، جس کی معرفت اور اس پر ایمان ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ قرآنِ مجید نے نہایت واضح الفاظ میں حضور اکرم ﷺ کی حیثیت بیان فرمائی: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ، یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کو خاتم النبیین قرار دے کر نبوت کے سلسلے کے اختتام کا اعلان فرما دیا۔ چنانچہ اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہونے والا سلسلۂ نبوت حضرت محمد ﷺ پر مکمل ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی مختلف مواقع پر اپنی آخری نبوت کو واضح فرمایا۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو یہ حقیقت سمجھائی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لیے ختم نبوت کا عقیدہ قرآن و سنت دونوں سے ثابت ہے اور امت مسلمہ کے ہاں صدیوں سے اس پر اتفاق چلا آ رہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے تمام ادوار کے اہلِ علم نے اس عقیدے کی اہمیت کو واضح کیا اور اسے اسلام کی بنیادی تعلیمات میں شمار کیا۔ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔

آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہیں مل سکتی اور نہ کسی نئے نبی کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت مکمل اور جامع ہے۔ اسلام نے انسانی زندگی کے انفرادی، اجتماعی، اخلاقی، معاشرتی اور روحانی تمام بنیادی پہلوؤں کے لیے رہنمائی فراہم کر دی۔ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور حضرت محمد ﷺ کی سنت اس کتاب کی عملی تشریح ہے۔ اسلامی تاریخ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے، مگر امت مسلمہ نے ہمیشہ قرآن و سنت کی روشنی میں ایسے دعووں کو مسترد کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی جھوٹے مدعیانِ نبوت کے خلاف مسلمانوں نے واضح موقف اختیار کیا۔ یہ طرزِ عمل

اس بات کی علامت تھا کہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک ختم نبوت کوئی ثانوی مسئلہ نہیں بلکہ ایمان کے بنیادی تقاضوں میں شامل تھا۔ آج کے دور میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ اطلاعات اور ابلاغ کے جدید ذرائع نے دنیا کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے۔ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعے مختلف نظریات چند لمحوں میں لوگوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے ماحول میں نوجوان نسل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بنیادی اسلامی عقائد کو قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھے۔ صرف جذباتی وابستگی کافی نہیں، بلکہ عقیدے کی درست علمی بنیادوں سے واقفیت بھی ضروری ہے تاکہ کوئی شخص غلط فہمی یا گمراہ کن پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہو۔ یہاں ایک اہم بات سمجھنا ضروری ہے کہ ختمِ نبوت پر ایمان کا تقاضا صرف یہ نہیں کہ ہم زبان سے یہ کہیں کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں، بلکہ اس عقیدے کے ساتھ حضور اکرم ﷺ سے محبت، آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی سنت سے وابستگی بھی ہماری زندگی کا حصہ ہونی چاہیے۔ قرآنِ مجید نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے وابستہ فرمایا ہے۔ اس لیے حقیقی محبت رسول یہی ہے کہ مسلمان اپنی زندگی میں آپ ﷺ کی تعلیمات کو اختیار کرے، سچائی، امانت، عدل، رحم، حسنِ اخلاق اور خدمتِ خلق کو اپنائے۔ ختم نبوت کا عقیدہ ہمیں یہ بھی یاد دلاتا ہے کہ دین کے نام پر کسی نئے دعوے کو قبول کرنے کے بجائے قرآن وسنت کی طرف رجوع کیا جائے۔ اسلام میں علم کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین اپنے بچوں کو اسلامی عقائد کی بنیادی تعلیم دیں، تعلیمی ادارے طلبہ میں دینی شعور پیدا کریں اور اہلِ علم عام مسلمانوں تک دین کی بات حکمت، دلیل اور حسنِ اخلاق کے ساتھ پہنچائیں۔ اخباری کالم کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو آج معاشرے کو صرف بحث و اختلاف نہیں بلکہ سنجیدہ علمی گفتگو کی ضرورت ہے۔ عقیدۂ ختمِ نبوت جیسے بنیادی موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے ہمیں شائستگی، دلیل اور ذمہ داری کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

اختلافِ رائے کے مواقع پر بھی اسلامی اخلاقیات کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کسی بھی عقیدے کی وضاحت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کو صحیح تناظر میں پیش کیا جائے اور لوگوں کو علم کی بنیاد پر اپنی دینی شناخت مضبوط کرنے کی ترغیب دی جائے۔ حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ آپ ﷺ نے توحید، رسالت، آخرت، عدل، اخلاق اور انسانی حقوق کی ایسی تعلیمات عطا فرمائیں جنہوں نے عرب کے معاشرے کو بدل کر رکھ دیا اور پھر پوری دنیا میں ایک عظیم تہذیبی و اخلاقی انقلاب برپا کیا۔ آپ ﷺ کی سیرت قیامت تک مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ جب نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر مکمل ہو گیا تو آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت بھی قیامت تک انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ قرار پائی۔ عقیدۂ ختم نبوت دراصل اس بات کا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کو

مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کے ذریعے دین کی تکمیل فرمائی۔ اب کسی نئے نبی، نئی آسمانی کتاب یا نئی شریعت کی ضرورت نہیں۔ مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ قرآنِ مجید کو مضبوطی سے تھامے، سنتِ رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا رہنما بنائے اور اپنے کردار سے اسلام کی خوبصورتی دنیا کے سامنے پیش کرے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ختمِ نبوت کے عقیدے کو صرف تقریروں اور تحریروں تک محدود نہ رکھیں بلکہ اپنی عملی زندگی میں اس کے تقاضوں کو سمجھیں۔ ہماری گفتگو میں سچائی، معاملات میں دیانت، معاشرے میں انصاف، کمزوروں کے ساتھ رحم اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری نظر آنی چاہیے۔ یہی وہ کردار ہے جو محبتِ رسول ﷺ کو عملی شکل دیتا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت اسلامی ایمان کی ایک بنیادی حقیقت اور امتِ مسلمہ کی دینی شناخت کا اہم حصہ ہے۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ مکمل ہوا اور قرآن و سنت قیامت تک انسانیت کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ اس عقیدے کو نسل در نسل منتقل کرنا، اسے قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھنا اور اپنی زندگی کو سیرتِ طیبہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ یہی عقیدے کی حفاظت کا مثبت، علمی اور پُرامن راستہ ہے۔

☆......☆......☆


**ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان**

بہ فیضانِ نظر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

24 ستمبر 2026ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

حضرت حافظ **سید محمد کفیل بخاری** دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب درسِ قرآن ہوتا ہے

الداعی　انتظامیہ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061 4511961

محمد فہد حارث

# سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل

مصعب زبیری نسب قریش میں لکھتے ہیں کہ ابوجہل بن ہشام بن المغیرہ کی اولاد میں عکرمہ تھے، جو اجنادین کے دن شہید ہوئے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہونے والوں میں سے تھے۔
ان کے بارے میں شاعر نے کہا:

إِذْ فَرَّ صَفْوَانَ وَفَرَّ عِكْرَمَةَ وَلَحِقْنَا بِالسُّيُوْفِ الْمُسْلِمَةِ

جب صفوان بھاگ نکلا اور عکرمہ بھی فرار ہو گیا، تو ہم نے اسلام کی تلواروں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔

عکرمہ فتح مکہ کے دن بھاگ کر نکل گئے تھے، یہاں تک کہ ان کی زوجہ ام حکیم بنت الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لیے امان طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امان عطا فرما دی۔ ام حکیم یمن تک گئیں، عکرمہ کو تلاش کیا اور انہیں واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو خوشی سے ان کی طرف اٹھ کر گئے، یہاں تک کہ انہیں گلے لگا لیا، اور فرمایا

مَرْحَبًا بِالْمُهَاجِرِ ''مہاجر کو خوش آمدید!''

بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے اور ان کی آمد پر خوشی ظاہر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ جنت میں داخل ہوئے ہیں اور وہاں ایک جھکا ہوا خوشہ کھجور دیکھا جو آپ کو بہت پسند آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''یہ کس کے لیے ہے؟''

عرض کیا گیا ''ابوجہل کے لیے۔''

یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ابوجہل اور جنت کا کیا تعلق؟ اللہ کی قسم! وہ ہرگز اس میں داخل نہیں ہوگا۔''

پھر جب عکرمہ مسلمان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور اس خواب کے خوشہ کھجور کی تعبیر عکرمہ کو قرار دیا۔

فتح مکہ کے بعد عکرمہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ جب بھی وہ انصار کی کسی مجلس کے پاس سے گزرتے تو

لوگ کہتے "یہ ابوجہل کا بیٹا ہے۔" اور ابوجہل کو برا بھلا کہتے۔ عکرمہ نے اس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُؤْذُوا الأَحْيَاءَ بِسَبَبِ الْأَمْوَاتِ "مردوں کے سبب زندوں کو اذیت نہ دو۔"

جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو روم کے خلاف جہاد کے لیے آمادہ کیا اور لشکر جمع ہو کر مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر جُرف میں خیمہ زن ہوا، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ لشکر میں گھومتے پھرتے کمزور لوگوں کی مدد اور حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

اسی دوران ان کی نظر ایک بڑے خیمے پر پڑی، جس کے گرد آٹھ گھوڑے بندھے ہوئے تھے اور نیزے اور جنگی سامان نمایاں طور پر رکھا ہوا تھا۔ وہ اس خیمے تک پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ عکرمہ کا خیمہ ہے۔

انہوں نے سلام کیا، عکرمہ کی تعریف کی اور انہیں مالی مدد کی پیشکش کی۔

عکرمہ نے کہا

"میں اس سے بے نیاز ہوں۔ میرے پاس دو ہزار دینار موجود ہیں، لہٰذا اپنی مدد کسی اور کو دیجیے۔"

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے خیر کی دعا کی۔

اس کے بعد عکرمہ یوم اجنادین میں شہید ہو گئے اور اپنی کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ ان کی والدہ ام مُجَالِد تھیں، جو بنی ہلال بن عامر میں سے تھیں۔ اور ابوجہل کی اولاد میں ابوعلقمہ تھے، جو یمن میں قتل ہوئے۔ ان کا اصل نام زُرَارَہ تھا۔ اور ابوحاجب تھے، جن کا نام تمیم تھا۔ ان دونوں کی والدہ بنت عمیر بن معبد بن زرارہ بن عُدُس تھیں۔ اور علقمہ بن ابی جہل تھے، جو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ ان کی والدہ عائشہ بنت الحارث بن ربیع بن زیاد بن عبداللہ بن سفیان بن ناشب العبسیہ تھیں۔


الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مولانا ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹیؒ　(قسط نمبر:3)

# عقیدۂ ایصالِ ثواب

## قرآن وحدیث کی روشنی میں

**نماز اور روزوں کا ایصالِ ثواب:**

۱۳......حافظ دارقطنیؒ روایت نقل کرتے ہیں کہ:

أنَّ رجلًا قالَ یا رسولَ اللّٰہِ إنّہُ کانَ لی أبوانِ أبرُّھما فی حالِ حیاتِھما فکیفَ لی بِبرِّھما بعدَ موتِھما فقالَ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّمَ إنَّ منَ البرِّ أن تصلّیَ لھما معَ صلاتِکَ وأن تصومَ لھما معَ صیامِکَ (بحوالہ فتح القدیر لا بن ہمام ج:۲ص:۳۰۸ نیل الاوطار للشوکانی ج:۴ص:۱۴۳، ومثلہ فی المصف لابن ابی شیبۃ ج:۳ص:۳۸۷)

ترجمہ: ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ماں، باپ کے ساتھ، جب وہ حیات تھے، حسن سلوک کیا کرتا تھا، اُن کی وفات کے بعد حسن سلوک کی کیا صورت ہے؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی بالائے نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ماں باپ کے لیے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ ان کے لیے بھی روزے رکھے۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں صدقہ کا بھی اضافہ ہے۔

۱۴......　حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، ایک عورت آئی جس کی والدہ فوت ہوگئی تھیں اس نے اپنی والدہ سے متعلق ایک بات یہ بھی پوچھی کہ:

"یَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَصُومُ عَنْهَا؟، قَالَ: " صُومِي عَنْهَا "، قَالَتْ: إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟، قَالَ: " حُجِّي عَنْهَا "،

(صحیح مسلم ج:۱ص:۳۶۲، ترمذی ج:۱ص:۱۱۳ قرآن محل کراچی)

ترجمہ:......یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کے ذمہ ایک ماہ کے روزے تھے، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) تم اس کی طرف سے روزے رکھ لو، (پھر) اس نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں نے حج نہیں کیا تھا، کیا میں اس کی طرف سے حج (بھی) کرسکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم اس کی طرف سے حج (بھی) کرسکتی ہو۔

ابوداؤد کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

**"قالت وانها ماتت وعليها صوم شهر، افيجزئ او يقضي عنها ان اصوم عنها؟ قال: نعم! قال وانها لم تحج افيجزي او تقضي عنها ان احج عنها؟ قال: نعم!** (ابوداؤد ج:۲ ص:۳۹۷ نور محمد کراچی)

ترجمہ: یعنی اس نے پوچھا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے، اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے تھے، اگر میں اس کی طرف سے وہ روزے رکھ لوں تو کیا اس کی طرف سے جائز ہوجائیں گے؟ یا (یوں کہا) اس کی طرف سے ادا ہوجائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (جائز اور ادا ہوجائیں گے)، پھر اس نے پوچھا کہ میری والدہ نے حج نہیں کیا تھا، اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا اس کی طرف سے جائز، یا (یوں کہا) ادا ہوجائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (جائز اور ادا ہوجائے گا)۔

۱۵...... اسی سے ملتی جلتی ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ ایک عورت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی (ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد حاضر ہوا، سوال دونوں کا ایک ہی تھا کہ) میری والدہ فوت ہوگئی ہے اس کے ذمے ایک ماہ کے روزے تھے: "اَفَاَقضِيهِ عَنهَا؟" (کیا میں اس کی طرف سے قضا کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: اگر تمہاری والدہ کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا اور وہ تم ادا کرتے تو ادا ہوجاتا یا نہیں؟ انہوں نے کہا: جی ضرور ادا ہوجاتا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**"فدين الله احق ان يقضي (وفي رواية) احق بالقضاء"**

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۲۶۲، صحیح مسلم ج:۱ ص:۳۶۲)

ترجمہ: تو اللہ کا قرض اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کو ادا کیا جائے۔

**۱۶......عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ، فَنَذَرَتْ إِنْ اللّٰهُ نَجَّاهَا أَنْ تَصُومَ شَهْرًا، فَنَجَّاهَا اللّٰهُ، فَلَمْ تَصُمْ حَتَّى مَاتَتْ، فَجَائَتْ ابْنَتُهَا أَوْ أُخْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَصُومَ عَنْهَا** (سنن نسائی ج:۲ ص:۱۴۶، ابوداؤد ج:۲ ص:۴۲۹، نور محمد کراچی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روای ہیں کہ ایک عورت نے سمندر کا سفر کرتے ہوئے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو صحیح سالم (منزل مقصود) تک پہنچا دیا تو وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی، اللہ تعالیٰ نے اس کو صحیح سالم پہنچا دیا، مگر وہ ابھی روزے رکھنے نہ پائی تھی کہ اس کا انتقال ہوگیا تو (اس سلسلے میں) اس کی بیٹی یا بہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو اس کی جانب سے روزے رکھنے کا حکم دیا۔

**۱۷...... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ** (صحیح بخاری: ج ۱ ص ۲۶۲ و صحیح مسلم ج:۱ ص:۳۶۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حالت میں

انتقال کر جائے کہ اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے وہ روزے رکھ لے۔

ولی ان روزوں سے کس طرح عہدہ برآ ہو؟ خود روزے رکھ کر یا مسکینوں کو کھانا کھلا کر؟ نیز کھانا کھلائے فی روزہ کتنا کھلائے؟ صدقۂ فطر جتنا یا اس سے زیادہ؟ ان جزئیات میں اگرچہ مجتہدین رحمہم اللہ کا آپس میں قدرے اختلاف ہے، لیکن اتنی اصولی بات پر سب کا اتفاق ہے کہ (میت کی طرف سے اس کا ولی خود روزے رکھے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے تو میت کو اس کا فائدہ بہرصورت ضرور پہنچتا ہے، ورنہ اگر ولی کا یہ عمل بے فائدہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم ہرگز نہ دیتے۔

اور زندوں کے کسی نیک عمل کا فائدہ مردوں کو پہنچنا، پہنچانا یہی ایصالِ ثواب ہے۔

**حج کا ایصالِ ثواب:**

۱۸...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »مَنْ حَجَّ عَنْ مَيِّتٍ، فَلِلَّذِي حَجَّ عَنْهُ مِثْلُ أَجْرِهَا (رواہ الطبرانی فی الاوسط، بحوالہ تفسیر مظہری ج۹ ص۱۲۹ عربی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی میت کی طرف سے حج کرے گا اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا میت کو ملے گا (یا میت کو بھی اتنا ہی ثواب پہنچ جائے گا جتنا کرنے والے کو ملے گا)۔

۱۹......عن ابن عباس رضی اللہ عنهما جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَال لَهٗ: إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وانها مَاتَتْ، فقَالَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ تَقْضِيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَ اَحَقُّ باالْقَضَاءِ (نسائی ج:۲ ص:۳ صحیح بخاری ج:۲ واللفظ لہ ص:۹۹۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ (نذر پوری کرنے سے پہلے ہی) فوت ہوگئی (تو اس کا کیا حکم ہے؟) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس پر کوئی قرضہ ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ اس نے کہا: جی ہاں (ضرور ادا کرتا) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر اللہ کو بھی (اس کا قرضہ) ادا کرو کیونکہ وہ (اللہ کا قرضہ ہونے کی وجہ سے) ادائیگی کا زیادہ حقدار ہے۔

اور ظاہر بات ہے کہ اگر کوئی زندہ کسی میت کا قرضہ ادا کردے تو وہ ادا ہو جاتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کا قرض بھی زندہ کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا، تو سعی ایک کی ہوئی اور فائدہ دوسرے کو پہنچا، یہی ایصالِ ثواب ہے۔ **(جاری ہے)**

سعید شارق

# نعت

زندگی کی سِیَہ کوٹھڑی میں پڑا، چیخ اُٹھتا تھا مَیں: روشنی! روشنی!
ایک شب ماہِ طیبہ نے دیکھا مجھے اور چھن چھن کے آنے لگی روشنی

پہلے اِس لفظ کا اِک ہی مفہُوم تھا اور وہ بھی کہاں سب کو معلُوم تھا!
کیسے کیسے معانی کے در کُھل گئے! آپؐ کی جب علامت بنی روشنی

چاہے رَفتار بڑھتی رہے دَم بہ دَم، آگے آگے رہے گی تریسٹھ قدم
بھاگتی تیرگی سے کہیں تیز ہے دھیمے قدموں سے چلتی ہُوئی روشنی

ہِندؓ ابنِ ابی ہالہ نے سچ کہا، آپؐ کے رُخ پہ ایسا حسیں نُور تھا
دُھوپ نظریں چُراتی رہی آپؐ سے، مُنہ چُھپاتی پھری چاند کی روشنی

خاک بھی ہو، ہَوا بھی ہو، پانی بھی ہو! مَیں نے کب یہ کہا باغبانی بھی ہو!
مَیں وہ پودا ہوں جِس کو نمو کے لیے کُچھ نہیں چاہیے جُز ہَری روشنی

آپ آئے تو دن/ رات واضح ہوئے، بلکہ سارے تضادات واضح ہوئے
زندگی / موت، نیکی / بدی، خیر/ شر، دوستی / دشمنی، تیرگی / روشنی

یک بہ یک دِل سے گردِ سیہ چھٹ گئی، لب کُھلے تھے کہ آواز ہی کٹ گئی
دفعتاً میرے اندر دیا جل اُٹھا، کہنے والا تھا مَیں: یا نبیؐ! روشنی۔۔۔

جب سے زیبِ شبستاں ہرا بلب ہے، کیا بتاؤں مَیں کیا حالتِ قلب ہے!
رات پھر اُنؐ کا روضہ دکھائی دیا، شیشۂ اشک پر یوں پڑی روشنی

میرے نخلِ تخیّل پہ بھی ایک دن نعت کا پھل لگے گا یہ سوچا نہ تھا
مَیں سیہ ٹہنیوں کو ہلاتا رہا، میرے دامن میں جھڑتی رہی روشنی

☆......☆......☆......☆

مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

# جادو بیان خطیب

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو جانتے ہو؟ وہی جس کے ہاتھ پر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے اوّل بیعت کی۔ مولانا ظفر علی خان اور پانچ سو علماء نے لاہور کے مجمعِ عام میں جس کے ہاتھوں میں ہاتھ دیے۔

وہی جو چالیس برس کی عمر میں پانچ دفعہ حکومت کے عتاب کا شکار ہو کر برسوں جیل کاٹ چکا ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیل کے باہر بھی جیل کی وردی پہنتا ہے۔ ابتداء میں بیوی کے ساتھ مل کر چکّی پیستا رہا ہے، تاکہ جیل میں موٹا آٹا پیسنے پر ملامت نہ ہو سکے۔

ہندوستان کی چالیس کروڑ کی آبادی میں جس کی ٹکر کا ایک خوش بیان نہیں۔ جس جادو بیان کے لفظ لفظ پر ہر مجمع میں ہزاروں آدمی آمادۂ عمل ہو جاتے ہیں۔ (اداریہ، روزنامہ مجاہد لاہور، ۱۲ر ستمبر ۱۹۳۵ء)

☆......☆......☆

ابومروان

# من الظلمات الیٰ النور

## ایبٹ آباد میں ایک عیسائی کا قبول اسلام

مجلس احرار اسلام ملتان کے ذمہ دار و مبلغ مولانا قاری محمد اسماعیل ہزاروی حفظہ اللہ کی محنت و کوشش سے قاسم بیلہ ملتان کے رہائشی خاوند بیوی نے پانچ بچوں سمیت 13 اگست 2026 کو عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔

اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائیں اور ان کو دین پر استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین

خطاب: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ (ناقل: فیصل اشفاق) (قسط نمبر: 2)

# منصب نبوت اور قادیانی تأویلات

**مقام: شہداء ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد احرار چناب نگر　تاریخ: 8/ مارچ 1991ء**

**فلسفۂ خواب کیا ہے**

اب خواب کا فلسفہ سنیے۔ جہاں سے لوگوں نے شیطانیت کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ایک حدیث پاک ہے۔ ’’لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ‘‘ (صحیح بخاری) کہ نبوت کی جو صفات وکیفیتیں ہیں ان میں سے اب کچھ باقی نہیں رہے گا مگر اچھے خواب۔ اب مجھے ایک خواب آ گیا۔ میں بیٹھا ہوں سوچ رہا ہوں کہ خواب آیا۔ کیا خواب آیا؟ کہ میں اوپر گیا۔ میں چاند کے اوپر چڑھ گیا۔ پھر میں مریخ پر چڑھ گیا، بالآخر میں ساتویں آسمان تک پہنچ گیا۔ جب وہاں پہنچ گیا تو پھر میں نے دیکھا کہ ایک نور کی چادر ہے، اس نے مجھے لپیٹ لیا ہے۔ میں چادر کے اندر آ گیا۔ پھر میرے دل ودماغ کی کیفیات مختلف ہوگئیں۔ پھر مجھے وہ چیزیں نظر آئیں جو ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آتیں۔ اس (خواب) سے آدمی کیا بن جاتا ہے۔ اس خواب کی کیا حقیقت ہے؟ وہ نور کی چادر اللہ کی ہے؟ وہ نبوت کی ہے؟ امامت کی ہے؟ عصمت کی ہے؟ کوئی نجابت کی چادر ہے وہ؟ تیرا وہم بھی ہوسکتا۔ اگر کوئی سارا دن کہے سبحان اللہ، سبحان اللہ! ایسے کرنے سے ایک خیال پختہ ہو جاتا ہے۔ آدمی جب کوئی بھی ذکر کرے، کوئی بھی لفظ پڑھے، اس سے ایک کیفیت اندر ہیولے کی صورت میں تیار ہوتی ہے۔ چونکہ بات اس قسم کی آ گئی ہے۔ یہ امام غزالی نے لکھا رحمۃ اللہ علیہ کہ اعمال کے ہیولے بنتے ہیں اور قیامت کے دن یا قبر میں ان ہیولوں سے ملاقات بھی ہوتی ہے۔ ٹھیک ہے! ہیولہ خوفناک بھی ہوسکتا ہے، خوبصورت بھی ہوسکتا ہے۔ اور ایک واقعہ بھی لکھا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ حج کرنے گئے اور وہ تلبیہ پڑھ رہے تھے ’’لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ...‘‘ کئی چکر کاٹ چکے تو آواز آئی ’’طُفْنَا وَلَبَّیْنَا کَثِیْراً‘‘ کہ ہم نے بہت طواف کیے اور بہت تلبیہ پڑھے۔ امام صاحب رک گئے، کہنے لگے ’’مَنْ اَنْتَ؟‘‘ کہنے لگا کہ ’’اَنَا آدَمُ‘‘ میں آدم ہوں۔ یہ واقعہ بیان کر کے وہ فرماتے ہیں کہ یہ آدم علیہ السلام نہیں تھے، بلکہ ان کے اس طواف کی کیفیت کا ایک ہیولہ تھا جس کا انکشاف امام ابن تیمیہؒ پر اس کے باطن کی صفائی اور اس کے قلب کی صفائی اور اس کی ذاتی محنت اور بلندیٔ درجہ کی وجہ سے ان پر منکشف ہوگیا۔ یہ ایک واقعہ ہے۔ ایک آدمی نے بتایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ یہ

صفت نبوت بھی ہے۔ اور جس آدمی کو یہ صفت مل جائے وہ نبی بن جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔

سنیے! ایک کافر، مطلق کافر، عیسائی ہو، یہودی ہو، یہ الو کی دم فاختہ، یہ گاما اینڈ کمپنی کا کوئی ممبر۔ یہ اپنے باطن کی صفائی پر محنت کرے، عیسائی اپنے باطن کی صفائی پر محنت کرے، یہودی، ہندو، پارسی، بالمیکی کوئی کم کھائے، کم سوئے، کم بولے اور اپنی جنسی خواہشات کو دبائے، حیوانی خواہشات کو مضبوطی سے دبائے، اپنے وجود پر محنت کرے، جس حیثیت سے بھی وہ اللہ کے نام کو، رام کے نام سے، گاڈ کے نام سے، اللہ کے نام سے، وہ کسی نام سے، نبوت کو چھوڑ کے، وہ کسی نام سے بھی محنت کرتا ہے، اس کے اندر ایک صفائی ضرور پیدا ہو جائے گی۔

## ارسطو کا انبیاء کے بارے میں فلسفہ

ارسطو کہتا ہے کہ جس کو تم نبی کہتے ہو میں اس کو ''قدسیت'' کہتا ہوں۔ جو تخلیقی طور پر انسان کے نفس میں موجود ہوتی ہے اور محنت کرنے سے جلا پاتی ہے۔ ہزاروں کافر ایسی ایسی باطنی قوت کے مالک ہوتے ہیں کہ آدمی ششدر رہ جائے۔ گزشتہ دنوں تبلیغی جماعت والے غالباً ہالینڈ گئے۔ ہالینڈ میں گوتم بدھ کے ماننے والے کچھ لوگ موجود ہیں، ان میں ایک بدھ بھکشو کہتے ہیں جس کو مولوی، پیر کہتے ہو نا اپنے آپ کو، پنڈت، ملاں، گھوپا کہتے ہو ناں؟ اسی طرح وہ بدھ بھکشو صاحب وہ بڑی تپسیا کرتے تھے۔ بیٹھے بیٹھے اپنے ماننے والوں کو کہنے لگے بھائی معلوم ہوتا ہے کہ اس پہاڑی سے کچھ خوبصورت سی اور روشن شکلیں نیچے آرہی ہیں۔ تبلیغ والے پہنچ گئے۔ اور ان کو بھی پتہ چلا کہ یہاں ایک آدمی ہے جو تپسیا کرتا ہے۔ اس نے اپنے باطن کو بڑا اُجلا کر رکھا ہے۔ یہ تبلیغ والے وہاں پہنچ گئے۔ اس نے دو چار باتیں سنیں کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ کہنے لگا کہ میں نے تمہیں پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ کیا یہ نبوت ہے؟ ایک کافر میں یہ کیفیت پیدا ہوگئی، یہ نبوت ہے؟ سمجھ میں بات آئی؟ یہ ایک فن ہے۔ ایک محنت ہے۔ ہندو، یوگی جنگل میں بیٹھ کے، آلتی پالتی مار کے، یوں ٹانگیں کر کے، یوں بیٹھ جاتا ہے، ہاتھ یوں رکھ لیتا ہے، زبان الٹی کرتا ہے اور ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پڑھتا ہے، ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ'' نہیں پڑھتا۔ نفی و اثبات کا ذکر کرتا ہے۔ اور اس کو کہتا ہے گیان گیان۔ جب اس کا باطن صاف ہو جائے گا وہ کچھ اور بن جائے گا؟

ایک ڈاکٹر غلام جیلانی برق صاحب انہوں نے کتاب لکھی ہے ''من کی دنیا'' اس کو دیکھیے۔ یہ تبت سے آگے لاموں کی ایک قوم ہے، برادری ہے لامہ۔ ان کا بڑا تھا نام بھول گیا اس کا...... اس کا سامان برطانیہ میں رہ گیا تھا اس نے یہاں بیٹھ کر اپنے ایک ماننے والے کو میسج کنوے کیا، پیغام بھیجا کہ میرا سامان فلاں فلائٹ پر پہنچا دو میں وصول کر لوں گا۔ کوئی ٹیلیفون نہیں۔ یہ فن ہے، محنت ہے۔ صفائی باطن ہر طبقے میں ہوتی ہے۔ لیکن اللہ کی طرف سے اس میں

کچھ پڑ جائے تو وہ طریق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے گا اور کہیں سے نہیں ملے گا۔ اس کو ہمارے ہاں ''ولایت'' کہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟ (ولایت) اس کو نبوت نہیں کہتے۔ غلام احمد قادیانی کو یہیں سے دھوکہ لگا۔ اور جو لوگ ابن عربی بیچارے کو گالیاں بکتے ہیں...... خدا کی رحمت ہو اُن (ابن عربی) پر، ابن عربی نے بھی خوابوں کی بات کی ہے۔ ''رایتُ'' کہاں ''رَأَیتُ''؟ ''فِی الْمَنَامِ'' . ایک دو جگہ تین جگہ ''منام'' کا لفظ ہے۔ باقی جگہ نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا جی وہ یہ کہتا ہے، وہ یہ کہتا ہے، وہ یہ کہتا ہے۔ ایک اللہ کے بندے کو خواب آئے، وہ کہے کہ میں نے خواب میں دیکھا اس مقام کو یہاں سے ہوائیں پھوٹتی ہیں، یہاں سے ہوائیں نکلتی ہیں۔ اب سائنس دانوں نے بھی وہ جگہ دریافت کر لی ہے جہاں سے ہوا کا مرکز ہوتا ہے، یہاں سے ہوا پھیلتی ہے، نکلتی ہے، پھوٹتی ہے۔ وہ وہاں پہنچ جاتے ہیں وہ اس کا عکس لے لیتے ہیں۔ تو یہ بھی نبی ہو گئے؟۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اچھے خواب باطن کی صفائی پر موقوف ہیں۔ باطن کی گندگی پر بھی موقوف ہیں اور باطن کی صفائی پر بھی موقوف ہیں۔ اور باطن کی صفائی محض مسلمانوں کے ذریعے سے نہیں ہوتی اور ذرائع سے بھی ہوتی ہے۔ لیکن مقام نہیں ملتا۔ نسبت الٰہیہ حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک طریق مصطفوی پر گامزن نہ ہو۔ مان لیا جی کہ غلام احمد قادیانی کو خواب آتے تھے! یہ کیا ضروری ہے کہ غلام احمد قادیانی کے خواب سچے ہوں۔ اس لیے کہ اس کے پاس طریق محمدی نہیں ہے۔ طریق و نسبتِ محمدی باقی بچتا تب ہے جب آدمی اتباع کرے۔

## ایک لطیفہ

چار آدمی گھوڑے پر جا رہے تھے، ایک نے کہا تیرا نام؟ کہا پروردگار خان۔ تیرا نام؟ حیدر کرار خان۔ تیرا نام؟ ذوالفقار خان۔ انہوں نے کہا کہ تمہارا نام؟ کہا کہ میں دار و مدار خاں۔ اور ایک آدمی نزدیک کھڑا تھا کہنے لگا میں بھی ہوں میری طرف بھی توجہ کرو۔ تو کیا چیز ہے، کون ہو تم؟ اگر مجمع میں کوئی کھڈی بننے والا کوئی دوست ہو تو وہ ناراض نہ ہو۔ کھڈی بننے والوں نے بڑی شلواریں پہنیں، بڑی بڑی پگڑیاں باندھیں اور فیصلہ کیا کہ صوبہ سرحد سے ہوتے ہوئے افغانستان جاتے ہیں۔ کس لیے؟ کہ جناب پٹھان بن کر تجارت کریں گے تو روزی بہت زیادہ ملے گی۔ وہاں چلے گئے کھیت کے کنارے چھپے۔ وہاں افغانی آ گئے اور انہوں نے گھیر کر پکڑ لیا اور پوچھا تم کون ہو؟ کہنے لگے ہم پٹھان ہیں۔ پھر کہا یہ پیچھے کون آ رہے ہیں؟ کہا یہ بھی جولا ہے ہیں۔ صرف خواب دیکھنے سے آدمی نبی نہیں بن جاتا۔ زیادہ نمازیں، تہجد، نوافل پڑھنے سے نبوت نہیں ملتی۔ ہاں پہلے نبی ہو پھر اس کو خواب آئے تو پھر اس کا خواب مضبوط اور قانون ہوتا ہے۔

## مرزا قادیانی کا خاندانی پس منظر

لیکن پہلے آپ کیا ہیں، کبھی آپ نے غور کیا؟ باپ، چچا سکھوں اور انگریزوں کا ملازم۔ دادا سکھوں کا نوکر۔ توجہ فرمائیے! 1811ء میں جناب سید احمد شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے اجازت لینے کے بعد جہاد کی تحریک شروع کی اور 1811 سے 1831 تک 20 برس ہندوستان میں ایک تحریک چلتی ہے۔ اور اس میں مسلمانوں کی نشأۃِ ثانیہ اور ملت اسلامیہ کی بقا اور استحکام کی جنگ جاری ہے۔ غلام احمد قادیانی کے وڈیرے سکھوں کے ساتھ کو آپریشن کرتے ہیں۔ سید احمد شہیدؒ کی تحریک کو قتل کرتے ہیں، اس کا باپ بھی، اس کا چچا بھی، غلام احمد قادیانی خود بھی 39_1838 کے لگ بھگ پیدا ہوا۔ 1857ء میں مسلمانوں نے آخری جہادِ آزادی کی جنگ لڑی، اور غلام احمد قادیانی بمع اپنے باپ، چچا، دادا کے مغلوں کی حکومت کو برباد کرنے کے درپے ان کا خادم اور نوکر ہے۔ اور جس طرح حضرت قبلہ مولانا عبدالحی مدظلہ (رحمہ اللہ) نے بیان فرمایا کہ: چھٹی میں فیل، پٹوار میں فیل اور ارائض نویسی میں فیل، والد نے دو سو روپے دیے اور ساتھ کہا کہ او پاگل! تو نہیں پڑھ سکتا، تو اس طرف نہ جا بلکہ حکیم بن جا۔ کہنے لگا کہ میں تو پڑھوں گا۔ تو باپ نے دو سو روپے دیے اور ٹھوکر مار کر گھر سے باہر نکالا۔ نالائق اولاد کو ماں باپ ایسے ہی نکالتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جا دفعہ ہو جا، جا کے پڑھ۔ باہر نکلا، مرزا خود کہتا ہے کہ ایک آدمی جو ہمارے گاؤں کا رہنے والا تھا، اس نے مجھے بہلا پھسلا کے، ایسے ایسے کر کے پتہ نہیں میرے ساتھ کیا کیا اور مجھ سے پیسے بھی چھین لیے اور مجھے رستہ بھی بھول گیا۔ ملاحظہ فرمائیے۔ ایسا گندا ظرف۔

آپ میں سے کوئی آدمی دودھ گندے برتن میں نہیں لاتا۔ لاتا ہے؟ نہیں۔ گندے سے گندا مسلی کہتے ہیں ہمارے ماحول میں جو لوگوں گندگی اٹھاتے ہیں۔ یہی ہے ناں؟ چلو کرسچن چوڑھا کہہ لو، آپ کرسچن چوڑھوں کے گھر میں، جمعداروں کے گھر میں جائیں ان کا دودھ کا برتن دیکھو اُن کے اپنے وجود سے زیادہ صاف ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لیے گندگی کے ڈھیر کو چنا؟ کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے؟ ہائے ہائے! غور کیجیے! پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس مرتبہ و منصب کے لیے چننے کے ساتھ لفظ کیا فرمایا ہے؟ ''اِنَّ اللّٰـــــــهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ'' (آل عمران:۳۳) یہ نہ آلِ ابراہیم میں سے ہے، نہ آلِ عمران میں سے ہے، نہ نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے...... ہمیں تو معلوم ہی نہیں کہ کس کا بیٹا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ میں فارسی ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ میں مغل برلاس ہوں۔ برلاس کہتے ہیں کہ اس کا ددھیال ہمارے ساتھ ملتا ہی نہیں۔ مرتضیٰ برلاس ایک مجسٹریٹ ہے اس سے ہی پوچھ لیں کہ تمہارے بڑوں سے اس کا خاندانی نسب

ملتا ہے۔ نہیں تو کتاب میں بتا تا ہوں ''دی پنجاب چیفس'' اس کتاب میں اس کے باپ، دادا، پردادا، آگے تک سب کا نام لکھا ہوا ہے، اس میں دیکھو۔ کبھی کہتا ہے کہ میں منگولوں میں سے آیا ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ میں فارس میں سے آیا ہوں۔ جھوٹا، بچپن میں گندا، غبی، بیوقوف، بے عقل، پنجابی میں اس کو کہتے ہے کوڈو۔ جس کی عربی غلط، جس کی اردو غلط، جس کی انگریزی غلط، جس کی فارسی غلط، اس کی کتابیں اٹھائیے! کسی زبانوں کے ماہر کو جج مان لو اور اس کی کتابیں سامنے رکھو۔ گرامر کی غلطیاں، ترکیبی غلطیاں، عبارت اور املاء کی غلطیاں، اس کی اردو پڑھو۔

میں نے تین سال پہلے اسی ربوہ میں ایوان مخمور (ایوان محمود) کے سامنے کہا تھا۔ میں نے کہا تھا1800ء کے فوراً بعد ''میر اَمن دہلوی'' کی کتاب ہے ''قصہ چہار درویش'' 19ویں صدی کے شروع کی اور مسٹر گاما اینڈ کو 19 صدی کے درمیان میں پیدا ہوا۔ اور 19ویں صدی کے آخر میں اس نے مسیحیت، مہدویت، امامت، نبوت اور رسالت اور محمد سے بھی آگے معاذ اللہ! اس کا دعوی کیا۔ گامے کی اردو اور میر امن دہلوی کی اردو کو سامنے رکھ لو، دونوں کی آپس میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔ ایک بہشت کا دروازہ کھولتا ہے اور ایک سنڈاس اور گٹر کا منہ اٹھا تا ہے۔ ابا مرحوم فرمایا کرتے تھے: غلام احمد کی اردو پڑھتے ہوئے ناک پر کپڑا رکھنا پڑتا ہے، اس کی گفتگو میں اتنی سڑاند ہے۔ اردو بھی صحیح نہیں لکھ سکتا۔ اس میں کون سی صفت ہے؟ کہتا ہے کہ مجھے خواب آتے ہیں۔ بھئی خواب تو میں گھڑ دیتا ہوں جتنے مرضی کہو۔ دیکھو جی جو لوگ افسانہ لکھتے ہیں، ڈرامہ لکھتے ہیں، کہیں موجود تو نہیں ہوتے۔ یہ تو ان کے اپنے تصور کی تخلیق ہے۔ اپنے خیالات کو مجتمع کیا افسانہ لکھ دیا۔ دو دو ہزار صفحے کا افسانہ ہے۔ بات ختم ہونے میں نہیں آتی۔ میں خواب لکھ دیتا ہوں جتنے چاہو۔ نہ نبوت تہجد گزاری سے ملتی ہے نہ زیادہ خوابوں سے ملتی ہے۔ سمجھ میں آ گئی بات؟ نبوت اللہ پاک کی اپنی منشاء سے ملتی ہے۔ جس کو وہ دینا چاہیں اس کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ مجھے نبی بنایا جا رہا ہے، اس کو نبی بنا دیا جاتا ہے۔

## شقِ صدر کی ایک حکمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بکریاں چراتے تھے اپنی اماں سیدہ حلیمہ سعدیہ سلام اللہ علیہا کی تو ان کے دودھ شریک بھائی اور بہن وہ بھاگتے ہوئے آئے کہ اماں، اماں! کہ دو آدمی آئے اور بھائی کو پکڑ کے لے گئے اور اس کو لٹا دیا۔ سیدہ حلیمہ سعدیہ ڈر کے بھاگتے بھاگتے آ پہنچی تو وہ اپنا کام کر گئے تھے۔ وہ کیا تھا؟ میں مروجہ لفظ سے ہٹ کے ایک بات کہتا ہوں۔

''وہ تخلیق انسانی، ماں کے پیٹ سے بچے کے جسم میں جو چیز منتقل ہو کے اندر آ جاتی ہے اس کو قدسیت میں

بدلنے کے لیے اللہ نے ملائکہ کو بھیجا کہ بشریت کے غبار کو نبی کے اندر سے نکال دیتا ہے‘‘۔

بشریت کے غبار کو بھی نبی کے باطن سے نکال دیا جائے تا کہ نبی بشری تقاضوں میں ویسے نہ الجھے جیسے باقی لوگ الجھ جاتے ہیں۔ اور یہ میں نے نہیں لکھا۔ میں نے تو بیان اپنے انداز سے کیا ہے۔ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ اٹھاؤ ان کی کتاب ’’منصب امامت‘‘ پڑھو۔ اس کو کہو کافر ومشرک کہنا ہے تو۔ پھر میں مانوں! وہ فرماتے ہیں ’’**انبیاء نوع دیگرم از بنی آدم**‘‘ ہیں وہ انسان لیکن انسانوں میں ان کی قسم الگ ہے۔ جنس ایک ہے نوع الگ ہے۔ کیوں کہ پروردگار ان پر ملائکہ مقرر کرتے ہیں۔ جو نبی کو دائیں بائیں، آگے پیچھے سے بچا بچا کے رکھتے ہیں۔ ’’**تا غبارِ بشریت دامنِ ایشان را نیا لاید**‘‘ تا کہ بشری تقاضوں کا غبار اُن کے دامنِ نبوت کو آلودہ نہ کر دے۔ اس کو کہتے ہیں عصمت۔ عصمت خاصۂ نبوت ہے۔ نبی کے سواء کائنات میں کوئی معصوم نہیں ہے۔ ہر نبی معصوم ہوتا ہے۔ کسی کی عصمت درجے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے برابر نہیں۔ کیوں کہ تطہیرِ جسمِ باطنی...... باطنی جسم کی تطہیر و تغسیل کا جو مرحلہ دو تین دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا ہے، میرے ناقص علم کے مطابق یہ کسی اور نبی کو پیش نہیں آیا۔ ان میں تخلیقی عصمت جتنی تھی سو تھی لیکن اس مادی وجود میں آنے کے بعد عصمت کا جو اعلیٰ درجہ تھا وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں منتقل ہوا۔ اس کو ہی ’’ اِجتبٰی‘‘ کہا گیا ہے۔

## ولایت اور اجتبیٰ میں فرق

ولایت اور اجتبیٰ میں دو بنیادی فرق یہ ہیں۔ ایک تو ولایت کا تعلق محنت سے ہے۔ ’’اجتبیٰ‘‘ کا تعلق محنت سے نہیں ہے اور اجتبیٰ کی بنیاد عصمت ہے۔ عصمت کمائی سے نہیں ملتی۔ ’’اجتبی‘‘ بھی کمائی سے نہیں ہوتا۔ ولایت کمائی سے مل جاتی ہے۔ اس کی مرضی ہو تو وہ بھی دیتا ہے ورنہ وہ تھوڑا جھونگا دے کر کہتا ہے کہ چل چل ادھر ہو۔ اور ’’اجتبیٰ‘‘ میں...... والد صاحب رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بانٹتے ہیں۔ مثال دی تشبیہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نبوت کی نعمت بانٹتے ہیں۔ آدم، نوح، زکریا، یحیٰ، سلیمان، داود صلوات اللہ علیہم سب کو حسبِ ضرورت دیتے گئے۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ عطا فرما دیا کہ اب نبوت کی تقسیم ختم۔

## حق نام ہے اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں ساڑھے تین ہزار کم وبیش نبی پیدا ہوئے، تو یہودیوں میں یہ غلط فہمی ہو گئی کہ حق صرف ہم میں ہے۔ جبکہ وہ شرک اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے حق پر نہ رہے۔ ہم نعرہ لگاتے ہیں علماء حق، علماء دیوبند۔ بریلوی نعرہ لگاتے ہیں علمائے حق، علمائے بریلی۔ اہل حدیث نعرہ

لگاتے ہیں علماء حق، علماء اہل حدیث۔ دیوبندی، بریلویوں اور اہل حدیثوں کو غلط کہتے ہیں اور اہل حدیث ان دونوں کو غلط کہتے ہیں۔ حالانکہ حق ان تینوں میں ہے۔ کسی ایک کی ملکیت نہیں ہے۔ اور ان تینوں سے باہر بھی حق ہے۔ جو آدمی اپنے آپ کو نہ بریلوی کہے، نہ دیوبندی کہے، نہ اہل حدیث کہے حق تو اس کے پاس بھی ہے۔ حق نام ہے اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ وہ جہاں بھی پائی جائے وہ حق ہے۔ تو یوں نبوت کی تقسیم سے لامرکزیت پیدا ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی محنت فرمائی اور فرمایا "یَا عِبَادَ اللّٰہِ کُوْنُوْا اِخْوَانًا" اے اللہ کے بندو! بھائی بن کے رہو۔ بات سمجھیے! اسلام کی یہ بنیادی بات ہے، اس پر غور فرمائیے۔ "یَا عِبَادَ اللّٰہِ کُوْنُوْا اِخْوَانًا" اے اللہ کے بندو! سب بھائی بن کے رہو۔ بھائی بندی کا رشتہ ٹوٹتا ہے جناب! رشتہ ٹوٹتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تربیت یافتہ ساتھیوں، اپنے خادموں، اپنے خاندان کے لوگوں کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے 23 برس میں تربیت حاصل کر چکے، ان کو کہا تم سے پوچھتا ہوں "اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ؟" تین مرتبہ پوچھا کہ بھائی جو امانت میرے سپرد تھی وہ میں نے پہنچا دی؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا "بَلٰی اِنَّکَ قَدْ اَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ" آپ کے پاس جو امانت تھی آپ نے "مِنْ وَ عَنْ ھُوَ ھُوَ" پوری کی پوری ادا فرمادی اور حقِ رسالت بھی ادا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد کیا فرمایا؟ فرمایا کہ اب تم سارے اس امانت کو جو میں نے تمہارے سپرد کی ہے اور میں نے رسالت کے منصب پر بیٹھ کر فائز ہو کر یہ امانت تم تک پہنچائی ہے۔ اب اس امانت کو تم پوری کائنات میں پھیلاؤ۔ غور فرمائیے! سوچیے اس فقرے کو۔ "فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ" یہ جو سن رہے ہو، دیکھ رہے ہو، جن کو میں نے یہ امانت سونپی ہے۔ "اِنَّکَ قَدْ اَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ" اب یہ امانت میں نے تمہارے سپرد کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت اور عملِ نبوت پر گواہ مانگا۔ انہوں نے گواہی دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گواہی کی تصدیق فرمائی۔ یعنی ان کے ایمان پر نبوت کی گواہی موجود ہے۔ اور ایک مرکز کے ماتحت تربیت یافتگانِ رسول کو حکم ہوا کہ تم یہی کام، جو میں نے کیا ہے، اس کو لے کر آگے بڑھو اور آگے چلو۔ پھر جس طرح ہمارے خانقاہی بزرگ، ہمارے اساتذہ، جو حدیث پڑھاتے ہیں، فقہ پڑھاتے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ میں نے فلاں بات فلاں سے لی۔ عطاء المحسن بخاری، ولد سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ولد ضیاء الدین، ولد نور الدین، یہ سلسلہ ایسے چلتا ہے ناں؟ ایک جسمانی ولدیت ہے، ایک روحانی ولدیت ہے۔ عن سید عطاء المحسن بخاری عن مولانا خیر محمد جالندھری عن علامہ یٰسین آگے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک اور پھر چلتے چلتے سلسلۂ روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے۔

اسی طرح یہ سلسلہ تبلیغ وارشاد و جہاد، اس میں بھی روایت نسل در نسل موجود ہے۔ اور پہنچ کہاں جاتی ہے؟ سرور

کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک۔ لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت سیدنا شاہ عبدالقادر رائے پوری اور امامِ مخدوم حضرت مولانا احمد خان، حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمھما اللہ اور ہمارے مخدوم حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم (1) اور میرے والد ماجد رحمہ اللہ تک کسی ایک آدمی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہمیں اچھے خواب آتے ہیں لہٰذا ہمیں نبوت میں سے کوئی چیز مل گئی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر ہمارے والد ماجدؒ تک اس امت میں سیکڑوں انسان ہیں، نہیں! کام کرنے والے مجاہدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں کسی ایک نے بھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ دیکھو جناب میں تہجد پڑھتا ہوں، امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ، جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ دن رات میں ایک ہزار نفل پڑھتے تھے۔ کبھی نہیں فرمایا کہ میں نبی ہوں۔ کبھی نہیں فرمایا کہ مجھے نبوت میں سے کچھ حصہ مل گیا ہے۔ میں نبوت کا سہیم و شریک ہوں۔ I have part of the Nubuwwat۔ کہ میرے پاس نبوت کا ایک حصہ ہے، میں اس پر فائز ہوں۔ نہیں کہا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا؟ ہرگز نہیں فرمایا۔

اب میں ان سے پوچھتا ہوں جو گھوڑے کے نیچے سے گزرتے ہیں کہ نہ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ نے کہا۔ نہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا، نہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا، نہ ان کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تم یہ کہاں سے لے آئے کہ امامت، نبوت سے افضل ہے؟ غلام احمد اجرائے نبوت کی بات کرے تو وہ کافر و مرتد اور تم اجرائے نبوت کی بات کرو تو امامت اجرائے نبوت کا دوسرا نام ہے۔ فلسفۂ امامت یہی ہے کہ "اَلْاِمَــــامُ مَاْمُوْرٌ مِنَ اللّٰهِ وَ مَعْصُوْمٌ" امام مامور من اللہ ہوتا ہے، معصوم ہوتا ہے۔ "لِسَـانُهٗ لِسَانُ اللّٰهِ وَ عَيْنُهٗ عَيْنُ اللّٰهِ وَ جَسَـدُهٗ جِسْـمُ اللّٰـهِ" یہ کیا بکواس ہے؟ یہ کہاں سے آئی ہے؟ جو بھی یہ بات منہ سے نکالے گا، اجرائے نبوت کا کوئی روپ ہو، جس روپ میں بھی تو آ، تو غلام احمد قادیانی کا روحانی بیٹا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ ہمیں ہمارے بزرگوں نے یہ راستہ بتایا ہے۔ "سَنَّتْ لَنَا آبَائُنَا" ہمارے بزرگوں نے، اسلافِ احرار نے اور ہمارے اسلاف علم و فکر نے ہمیں یہ راستہ بتایا، سکھایا ہے۔ سمجھا دی ایک بات کہ اس روٹ پر چلنے والا ہر آدمی مرتد۔ سیدھی بات ہے۔ اس کا روٹ پرمٹ شیطان سے آتا ہے۔

---

(1) (تب حضرت مولانا خان محمد حیات تھے اور اس جلسے کی صدارت فرما رہے تھے۔ آپ کا انتقال: 5 مئی 2010ء میں ہوا)

مرزائیوں سے بات کریں ناں! ایسے مرزائی جو پڑھے لکھے ہوں، کوڈو مرزائی نہیں، کوڈو مرزائی سے کیا بات کرنا، ویسے ٹانگے والے بھی مرزائی ہیں یہ تو پیسے کی وجہ سے مرزائی ہوئے ہیں۔ عقل و شعور، علم تو ان کے پاس نہیں ہے۔ ملتان میں مجھے ایک مرزائی ملا۔ سمجھدار، بڑا پختہ، کہتا ہے کہ میں تیس سال سے تحقیق میں لگا ہوا ہوں کہ حق کدھر ہے؟ مجھے کہنے لگا کہ انبیاء کہہ گئے ہیں کہ ہمارے بعد ایک آئے گا، ہمارے بعد ایک آئے گا، حضور نے بھی فرمایا۔ میں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا کہ میرے بعد کون آئے گا؟ کہتا ہے کہ آخر کچھ تو کہا ہوگا؟ میں نے کہا کہ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ '' لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' (رواہ البخاری: 3609) میرے بعد تیس جھوٹے اس دنیا میں پیدا ہوں گے، چھوٹے چھوٹے جھوٹوں کو شمار نہیں کیا، بڑے ''اَكْذَبْ ''! یعنی سپر لیٹوڈ گری وہ جھوٹ کی سرکار کا پریزیڈنٹ ہوگا۔

کذاب ابن کذاب ابن کذاب۔ ایک شاعر ہیں، غلام قادر گرامی، یا ان کے شاگرد عظامی صاحب نے لکھا ہے کہ

پدرا کذب پسر فرزانہ کذاب

ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ ہمارے کسی بزرگ نے، مجدد الف ثانی کتنا بڑا بزرگ ہے! امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ رحمھم علم، تقویٰ، عدل، احسان، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے سامنے بیٹھ کر حدیث پڑھانے والا انسان، امامِ مدینہ، اللہ اکبر! نہ خاندان میں سے نہ خاندان سے باہر، نہ اولاد روحانی میں سے نہ اولاد جسمانی میں سے، دونوں میں سے کبھی کسی نے اس بات کا کلیم نہیں کیا کہ دیکھو جی ہمارے کتنے زیادہ مرید ہیں۔ آپ دیکھیں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا سلسلہ نقشبندیہ کائنات میں کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ کسی نقشبندی، کسی چشتی، کسی سہروردی، کسی قادری، نظامی رحمہم اللہ نے کبھی اس بات کا کلیم نہیں کیا کہ جی میں اتنے بڑے روحانی مقام پر فائز ہوں، مجھے نبوت کا کچھ حصہ مل گیا ہے۔ اگر ہمارے پاس اور کوئی دلیل نہ ہو تو یہیں سے ہمیں سب سے بڑی دلیل ملتی ہے کہ اتنے بڑے بڑے بڑے لوگ، خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، اور حضرت خواجہ اجمیریؒ، حضرت علی ہجویری خواجہ گنج بخشؒ یہ کتنے بڑے بڑے لوگ ہیں، یہ مقام روح وارشاد و سلوک و تصوف کے اس کائنات میں ستون ہیں۔ کبھی کوئی دعوت نہیں کیا۔ اگر ان سے کبھی کچھ کہو تو کہتے ہیں کہ بھائی میں تو اللہ کا عاجز بندہ ہوں۔ میرے پاس کیا رکھا ہے، مجھ سے کیا لینے آئے ہو؟ مجھے اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت میں کچھ عرصہ اپنی روح کی سیاہی دھونے کا موقع ملا، تو ایک مرتبہ میرا ہاتھ پکڑا فرمایا: ہاتھ پکڑ کر، وہ کہتے ہیں نا کہ بانہہ پھڑنے کی لاج رکھنا (بازو پکڑنے کی لاج رکھنا) میں نے کہا کہ حضرت میں تو آپ کا خادم ہوں، آپ کے جوتے کے برابر بھی نہیں ہوں، فرماتے ہیں کہ بھائی ہم تو نومسلم ہیں۔ استغفر اللہ! غور فرمایئے۔ ان لوگوں کا عجز و انکسار ملاحظہ ہو، کہ ہم تو نومسلم

ہیں۔ قیامت کے دن یوں ہی ہاتھ پکڑ لینا۔ یہ ہیں لوگ۔ کتنے بڑے لوگ ہیں۔ اپنی ذاتی خواہشات، ذاتی تمناؤں تک کو کس طاقت سے دبا کر رکھا ہوا ہے۔ غور فرمایئے ناں! اور یہاں اگر معمولی سی کرسی پر بیٹھ جائیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ''ہم چوڑے اور بازار سوڑے''۔ ہم مولوی لوگ۔ کار مل جائے، اس پر بیٹھ جائیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ فرعون بن گئے۔ دو، چار سرمایہ دار دوست بن جائیں تو ہمارا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ ہم اپنے نوکر کو اپنے ساتھ بیٹھا کر روٹی نہیں کھلاتے، اپنے سے نمبر دو مولوی کے ساتھ بیٹھنا گوارا نہیں کرتے۔

اولیاء اللہ جن کے ہاں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعتِ کامل کا جلوہ موجود ہے، جو اس ڈھانچے میں ڈھل جاتے ہیں، وہ اپنے وجود کی، جسم کی، اعمال کی، مرتبہ، کی نفی کرنے میں گزار دیتا ہے۔ لیکن گاما قادیان والا مرزا قادیانی سب کہو لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اَعْوَانِہٖ وَ اَنْصَارِہٖ یہ ایسا گندہ انسان ہے، ایسا متکبر، جاہل، اجہل الناس، امرج الناس، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم، اس کی کتابیں پڑھتے پڑھتے قئے آنے لگتی ہے، ایسا گندا انسان ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ میں مریم ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ مجھے حیض آتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ میں یعقوب ہوں، یوسف ہوں، موسیٰ ہوں، ہارون ہوں، عیسیٰ ہوں، یحییٰ، زکریا ہوں اور کبھی کہتا ہے کہ میں معجون مرکب ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ سو حسین میرے گریبان میں ہیں۔ اب بتایئے یہ کوئی انسانوں والی گفتگو ہے؟ کوئی گندے سے گندا انسان بھی ایسی واہیات گفتگو کرتا نہیں دیکھا گیا۔ یہ جو آپ کے ڈرامہ سیریل چلتے ہیں ناں ٹیلی ویژن میں ...... ہم مولوی لوگ کہتے ہیں کہ یہ بڑا گندا کام ہے۔ فلمیں چلتی ہیں، فلمیں بنتی ہیں، ڈائیلاگ یا گانے بناتے ہیں وہ بھی اتنے گندے اور غلیظ نہیں جتنی گاما کی گفتگو ہوتی ہے۔

ایک بات یاد رکھیے، ہمیشہ کہا کرتا ہوں آج پھر کہتا ہوں کہ نبوت کا دعویٰ اتنا خوفناک، گندا گناہ ہے کہ زنا، لونڈے بازی، شراب، جوا، چرس، افیون، اغوا، اور تمام گناہ اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔ یہ تمام گناہوں سے زیادہ گندا، غلیظ، منحوس، ناپاک اور بدترین گناہ ہے۔ جس کی تاریخ میں کہیں مثال نہیں ملتی۔ شرک بھی گناہ ہے۔ لیکن مشرکوں کے قتلِ عام کی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی، الا یہ کہ جو لڑنے آئے یا جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی، تیرہ آدمی تاریخ میں ملتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ کعبہ اللہ پکڑ کر بھی معافی مانگیں تو ان بدبختوں کو مت معاف کرو۔ لیکن ان میں سے غالباً سات آدمیوں کو معافی مل گئی۔ وہ بارگاہ رسالت میں آ گئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاف کر دیں۔

## ایک غلطی کا ازالہ

ان میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ابوسفیان مغیرہ بن حارث رضی اللہ عنہ، وہ حاضر ہوئے، معافی مانگی، بیوی نے معافی لے کر دی، پھر بھاگی بھاگی گئی، ابوجہل کے بیٹے سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کو معافی لے کر دی۔ لوگوں سے کہا کہ معاف نہ کرنا خود معاف کر دیا۔ بعض اچھے پڑھے لکھے لوگ بھی ابوسفیان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابا کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گندے شعر لکھے، غلط ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے جو خود بہت بڑے شاعر تھے۔ زمانہ جاہلیت میں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو لکھی۔ اور ایک ہی ہجو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوئے۔ فرمایا کہ ''مالکم'' کیا ہوا تمہیں کہ تم اسلحہ کے ذریعہ تو میری مدد کرتے ہو لیکن زبان سے نہیں۔ تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، نے اپنی زبان کا کنارہ پکڑ کر کہا ''اَنَا لِیْ یا رسول اللّٰہ'' میں اس زبان کے ساتھ آپ کا دفاع کروں گا۔ ''اَلَا اَبْلِغ اَبَا سُفْیَانَ عَنِّیْ'' ابوسفیان کو میری طرف سے یہ بات پہنچادو۔ پنجابی میں ترجمہ کرتا ہوں ''اوے ابوسفیان او تہاڈے ٹبر اوچ تے جنڑاں اسی چھڈ یا ہی کوئی نئیں۔ تُسی زنانیاں دا اجڑلئی پھر دے او؟ اے بڑی بے عزتی دی گل اے۔ یہ بڑی بے عزتی کی بات ہے کہ عورتوں کا جم غفیر ہو اور مرد نہ ہونے کے برابر پھر ابوسفیان نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس جواب کے آگے سر نہیں اٹھایا۔ یہ تھے ابوسفیان مغیرہ بن حارث جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا۔

بات یہ ہو رہی تھی کہ مشرک کو معاف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جو آدمی دعویٰ کرے نبی کے منصب پر بیٹھنے کا اس کی معافی نہیں ہے۔ اس کی دلیل غالبًا (مولانا عبدالحیٰ (جام پوری رحمۃ اللہ علیہ، فاضل دارالعلوم دیوبند) سٹیج پر موجود تھے) تشریف فرما ہیں۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہٗ بھی تشریف فرما ہیں، اور احرار کا شیر حافظ اللہ یار ارشد بھی موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب مسیلمہ کذاب کے دو قاصد گئے۔ ان قاصدوں نے جا کر کہا کہ ''اُشْرِکْتُ فِیْ نُبُوَّتِکَ''، میں نے تمہیں اپنی نبوت میں شامل کر لیا ہے۔ آدھے عرب پر تمہاری نبوت اور آدھے عرب پر میری نبوت۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر دنیا میں یہ دستور ہوتا کہ قاصدوں کو قتل کر دیا جاتا تو میں تیری اس گفتگو کے جواب میں قاصدوں کے سر واپس کرتا۔ اس سے ملتی جلتی بات و مفہوم۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یمامہ میں اس پر حملہ کیا، ایگریسو ہو کر، ڈیفنیسو میں نہیں جارح بن کر حملہ کیا، دفاعی نہیں، کیوں کیا؟ جب کہ اسلام کی جتنی جنگیں مجھے یاد ہیں ناقص عقل کے مطابق، ان میں کوئی صحابی یا سرور کائنات کبھی جارح نہیں ڈیفنسو ہیں۔ لیکن یمامہ میں صحابہ جارحیت کر کے پہنچے۔

کیوں؟ اس کا کیا سبب تھا۔ یہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے کے ساتھ کسی قسم کا کوئی کمپرومائز، کوئی مفاہمت، کوئی نرمی، کوئی رواداری، ممکنات میں سے نہیں ہے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی تشریف لائے ہیں، اھلاً وسھلاً میں آخری بات کرتا ہوں۔ جو میری بات ہے وہ میں چھوڑ نہیں سکتا۔

وہ یہ کہ صحابی نے تو کوئی کمپرومائز نہیں کیا۔ ہم پاکستان میں مسلمان کہلانے والے اور سیاسی پلیٹیں چاٹنے والے بعض مولوی و سیاستدان، سیاسی قباحتوں کے گرفتار شدگان، مرزائیوں اور رافضیوں سے ووٹوں کی بھیک مانگتے ہیں۔ ان سے اقتصادی کمپرومائز کرتے ہیں۔ معاشی طور پر ان کے تحفظات کے مرہونِ منت ہیں۔ کیسے؟ کیوں؟ کس نے تمہیں یہ حق دیا ہے؟ میں نام نہیں لیتا ایک بہت بڑے مولانا صاحب مرزائیوں سے جھپیاں ڈال کر ملا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے ان گناہگار آنکھوں نے دیکھا ہے۔ خدانخواستہ اگر معاشرتی، سماجی رویوں کی بات ہے تو فار دا ٹائم کبھی کبھی ایسا ہو گیا تو چلو کوئی بات نہیں۔ لیکن اسپیشل پروگرام کہ گاڑی سے اتر رہا ہے تو مل رہا ہے، گاڑی پر چڑھ رہا ہے تو مل رہا ہے۔ وہ پولیس افسر، وہ ضلعی انتظامیہ کا وڈیرہ، وہ بڑا سرکاری ملازم، بیوروکریٹ، ارباب اختیار، بیوروکریسی کا کوئی ممبر، جو مرزائیوں سے ایسی محبت اور پیار رکھتا ہے وہ عطاء المحسن کا دوست ہو؟ مسلمان کا دوست بھی ایک مرتد، کافر کا دوست بھی ایک مرتد۔ اور ہم دونوں اس کے گھر اکٹھے ہوں جائیں۔ ایسا کیوں ہے؟ سب مولوی چیختے ہیں، اس مسئلہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ کس نے تمہیں یہ حق دیا ہے؟ تیرا ہزار لوگوں کے بچوں کو مروا کر اب تم افسروں کے ساتھ تعلقات قائم کرتے ہو۔ ڈیوٹیاں دیتے ہو افسروں کے گھروں پر اور ان کے بوٹ پالش کرتے ہو۔ ایسا جو بھی کرتا ہے Any Body، Every Time، کہیں بھی دنیا کے کسی کونے میں جو اس کام کا مجرم ہے ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ مجلس احرار اسلام کا اس دنیا میں اس سے کوئی تعلق ہے نہ آخرت میں۔ یہی ہماری لڑائی ہے۔ مرزائیوں کے ساتھ جب تک زندہ ہیں اس لڑائی کو بند نہیں کریں گے۔ سیاست دان کو ووٹ چاہیے اس کو اور کچھ نہیں چاہیے۔ لالی ہو، سیال ہو، ترگڑ ہو، سید ہو مفادات چائیں۔ اور مفاد پرست کو جہاں سے مفاد ملے وہ وہاں گر پڑتا ہے۔ اللہ تمہیں اور مجھے مفاد پرستوں سے نجات دلائے۔ مجلس احرار اسلام کے ساتھی گھبرا جاتے ہیں کہ یار پھر کیا کریں۔، کہاں جائیں، سب کچھ ہوتا ہے۔ مجھے نوجوان بھی کہتے ہیں اور بوڑھے بھی کہتے ہیں کہ شاہ جی! ایسے تو آپ اکیلے ہی رہ جائیں گے۔ میں تمہیں ایک شعر سنا دیتا ہوں، تمہارے سارے سوالوں کا جواب ہے کہ

دوستی خون جگر چاہتی ہے
کام مشکل ہے تو رستہ دیکھو

یعنی کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں ہمارا راستہ چھوڑ دیں۔ جینا ہے تو یوں جیو۔ جس طرح حضرت مولانا احمد علی

لاہوری جیسے، عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے۔ مولویوں کا نام لیتا ہوں۔ غیر مولوی مجلس احرار اسلام کے اندر ایسے ایسے بہادر، نڈر، فخرِ غیور کے مالک چودھری افضل حق سینکڑوں مولویوں پر وزنی ہے اس کی سیرت۔ عید کا دن ہے، چودھری افضل حق نیچے اترے ابا جی (امیر شریعت) دفتر میں بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ او شاہ جی آو ناچیں؟ (مطلب کہ خوشی منائیں) شاہ جی کہنے لگے کہ کیا ہوا؟ کہا صبح عید ہے اور گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں۔ افضل حق، عطاء اللہ، حسام الدین، تاج الدین، گلشیر، اصغر عثمانی، عبدالقیوم پوپلزئی زندہ باد۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ ان اکابر نے کس طرح دین کا کام کیا ہوگا؟ ہماری طرح نہیں کیا، دین کا نوکر بن کر۔ ہمارے نواب زادہ نصر اللہ خان، ان کو احرار والے گونگا پہلوان کہتے تھے۔ میں نے آنکھوں سے دیکھا، کانوں سے سنا کہ ایسے چُپ بیٹھے ہوتے تھے۔ سارے احراری کہتے تھے کہ یار تو بھی کچھ بول لے۔ شورش نے کہا کہ گونگا پہلوان ہے۔ نواب اور جاگیردار تھے لیکن احرار میں آئے تو عوام کے خادم بن گئے باقی یہ سیاست دانوں کے پاس کیا ہے؟ پیپلز پارٹی کے دوست پیپلز پارٹی کے دشمن۔ مسلم لیگ کے دوست مسلم لیگ کے دشمن۔ آج کا دوست کل کا دشمن۔ رات کا دوست صبح کو دشمن۔

شب کا قصہ جو کہا تو وہ ہنس کے بولی
تم بڑے وہ ہو، تمھیں مار کے ٹکڑے کر دوں

رات ان کی کہیں بسر ہوتی ہے، مصطفیٰ کھر کل بدمعاش تھا۔ آج وہ صالح اور متقی بن گیا ہے۔ یہ پاکستان کے سیاستدان ہمارے قاتل ہیں۔ ہمارے عقیدے اور وحدت کے قاتل ہیں۔ منہ آئی بات نہ رہندی اے۔ 1940ء میں مولویوں کو تقسیم کیا۔ علامہ شبیر احمد عثمانی، شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنی رحمھما اللہ جن کی جوتی کے برابر میں نہیں ہوں۔ سیاست نے ان کو تقسیم کر دیا۔ 1956ء میں پھر مولوی تقسیم ہوا۔ 1960 اور 1965 میں۔ اور پھر جب بھٹو آیا تو مولوی نے مولوی کی داڑھی کھینچی اور ٹوپی اتاری۔ میں ایک مولوی صاحب کی ٹوپی بچانے کے لیے مولویوں کے دوسرے ٹولے سے ساری زندگی کے لیے تعلق گنوا بیٹھا۔ ایک مولوی نے ایک لڑکے کو دو سو روپے دینے کا وعدہ کیا کہ احتشام الحق کی ٹوپی اتارو۔ میں نے اسے مارا یہ میرا گناہ ہے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے اس رات ملتان میں جلسہ خراب کرنے والے 200 مولویوں کی پٹائی کی۔ یہ آپ کی سیاست نے بانٹا ہے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء میں مولانا احتشام الحق تھانوی کا کردار ناپسندیدہ تھا۔ جب مولانا خیر المدارس کے جلسے میں ملتان تشریف لائے تو والد مرحوم نے کہا کہ میری اور احتشام الحق کی داڑھی ایک ہے، آج اس کی نوچو گے تو کل میری نوچو گے۔ مولانا محمد علی جالندھری نے باقاعدہ پہرہ دیا۔ مجلس احرار اسلام کے کارکن جو بپھرے ہوئے تھے والد صاحب کے حکم سے ملتان سے اڑتمیں میل دور چلے گئے کہ شہر میں رہنا ہی نہیں ہے۔ حکم دیا ابا نے کہ نکل جاؤ شہر سے۔ لیکن تمہیں

سیاست نے تقسیم کر دیا۔ ان سیاست دانوں کے مفادات کا تم نے تحفظ کیا، دانستہ یا نادانستہ۔ اب پھر سن 40 والی مسلم لیگ ہے اور تمہارے دو ٹکڑے ہوئے ہیں۔ ہاتھ جوڑتا ہوں کہ احرار یو بچ کے رہنا۔ اس گناہ میں شریک مت ہونا۔ ان سے بچ کر رہو۔ تنہا رہنا، ایسے ہی رہنا، تھوڑے رہنا، کمزور رہنا، نادار رہنا، غریب رہنا منظور ہے، منافق بننا منظور نہیں ہے۔ اِن سیاست دانوں کو کل بھی بے ایمان کہتے تھے، آج بھی بے ایمان کہتا ہوں۔ جاگیر دار اور سیاست دان کا کوئی مذہب نہیں، یہ لامذہب ہیں۔ یہ وقت پر گدھے کو باپ کہہ دیں گے اور باپ کو ٹھڈے مار کر کہیں گے کہ شٹ اپ، گیٹ آؤٹ۔ Old man out from my house۔ باپ کو گھر سے نکال دیں گے۔

انہوں نے مرزائیوں کو پالا ہے۔ حضرت قبلہ قائداعظم نے ظفر اللہ کو پالا۔ اور اب وزیراعلیٰ مسٹر غلام حیدر وائیں نے اعلان فرمایا کہ ہمارے دروازے مرزائیوں کے لیے کھلے ہیں۔ کوئی بھی مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے۔ ان کا کیا دین و مذہب ہے۔ ان سے تمہیں امیدیں ہیں کہ یہ شریعت نافذ کریں گے۔

ہاں ایک بات ہے کہ ایک بل تمہارے ذمہ ڈال دے گا جو بہت قیمتی ہوگا۔ جیسے عراق کے ذمہ کویت، امریکہ، سعودی عرب اور اپنے گھر والے مرنے والوں کا بل ان کے ذمہ ڈال دیا ہے۔ اتنا بڑا بل صدام ادا نہیں کر سکتا۔ تم پاکستانی بھی ادا نہیں کر سکو گے۔ ایسا بل تمہاری گردنوں میں ڈلنے والا ہے۔ تمہیں سمجھ آ جائے گی۔ تمہارے پاس 15 سال ہیں۔ میں پیش گوئی نہیں کر رہا دو اور دو چار ہوتے ہیں، دو اور دو اڑھائی نہیں ہوتے۔ تمہارے پاس پندرہ سال ہیں۔ اگر تم ان پندرہ سالوں میں، دینی قوتوں کو متحد کر کے نہ چلے تو پھر جو کچھ عراق میں ہو رہا ہے تمہارے ساتھ اس سے بھی بدتر ہوگا۔ اور وہی نقصان پہنچائیں گے جن کے ہاتھ میں تم بندوق دیتے ہو، انہیں چلانے کا طریقہ نہیں آتا۔ یہ بھی پتہ نہیں کہ کس پر چلانی ہے۔ بس خمینی پر لعنت بے شمار، ہزار بار۔ آپ کو یونائٹ کر لو، چیلنج کر لو، بلڈ اپ کر لو۔ سیاسی، اقتصادی اور سماجی قوتوں کو چیلنج کر دو۔ ان کو دھکا لگا لو۔ ان نعروں اور تقریروں سے تم دھکا نہیں لگا سکتے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

☆......☆......☆

## نوٹ:

قارئین کرام ’’سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کتابوں کے درمیان‘‘ محترم نور اللہ فارانی کا مقالہ مارچ 2026ء کے شمارہ میں مکمل شائع ہو چکا ہے۔ اگست کے شمارہ میں غلطی سے دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔ تکرار سے بچنے کے لیے دوسری قسط شائع نہیں کی جارہی۔ مکمل مقالہ پڑھنے کے لیے درج بالا شمارہ سے استفادہ حاصل کریں۔ شکریہ

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ (قسط نمبر:2)

# قادیانیت کی ناکامیوں کی مختصر روئداد

۱۶...... معجزہ دکھانے سے مرزا کے عاجز آنے کی خبر جب عام ہوئی تو اس کی شہرت کو نقصان پہنچا۔ تلافی کے لیے مرزا نے معاشی طور پر اپنے محتاج دس ان پڑھ ہندوؤں کی طرف سے اپنے نام ایک درخواست متعلقہ معجزہ نمائی تیار کی جس پر منت سماجت اور غلط بیانی کر کے ان کے دستخط کرا لیے اور اشتہار چھاپ دیا۔ جب ان دس ہندوؤں کو معلوم ہوا تو انہوں نے جوابی اشتہار چھپوایا کہ ہم میں سے بعض اردو بالکل نہیں جانتے اور بعض معمولی درجہ کی جانتے ہیں اس لیے ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ مرزا ہم سے کس تحریر پر دستخط کرا رہا ہے۔ اس نے ہمیں کہا تھا کہ یہ میرے الہامات ہیں تم گواہ رہنا۔ ہم تو مرزا کے الہامات بھی نہیں مانتے۔ ہمیں مرزا کے الہامات اور معجزات سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اس طرح مرزا قادیانی کا یہ منصوبہ بھی ناکام ہو کر رہ گیا۔

### ۱۷......مزید نکاح کرنے میں ناکامی

حضرت جہاں بیگم سے شادی کے بعد مرزا قادیانی مزید نکاح کرنے کے خواب دیکھتا رہا اور خواتین مبارکہ پانے کے الہامات وہ شائع کرتا رہا، لیکن اسے نصرت جہاں بیگم کے بعد کسی تیسرے نکاح کا موقع نہ مل سکا۔

رہیں دل کی دل میں ہی حسرتیں کہ نشاں قضا نے مٹا دیا

### ۱۸......علمائے لدھیانہ کی طرف سے مرزا قادیانی کا اوّلین محاسبہ

مرزا قادیانی 1884 میں جب اس نے براہین احمدیہ شائع کی اور لدھیانہ آ کر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے الہامات لوگوں کو سنائے تو مولانا مفتی محمد عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبد العزیز لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تینوں حضرات بہت پریشان ہوئے، مرزا کے متعلق استخارہ کیا، جس میں اس کو جھوٹا اور دنیادار ہونا معلوم ہوا، تو انہوں نے مرزا قادیانی کے زندیق اور ملحد ہونے کا فتویٰ جاری کیا، جس پر مرزا بہت تلملایا۔ لیکن اہل حق نے کب کسی کی پرواہ کیا کرتے ہیں، کچھ دنوں بعد مولانا محترم محمد یعقوب نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ جاری کیا، پھر مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک استفتاء مرتب کر کے ہندوستان کے تمام مسالک کے علماء و مشائخ سے مرزا کے کفر کا فتویٰ لیا، پھر ایک استفتاء مکہ مکرمہ روانہ کیا۔ وہاں پر مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے، انہوں نے تحقیق

کر کے جواب لکھا، اور اس پر حرمین شریفین کے علماء کرام ومفتیان کرام مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے کفر کا فتویٰ جاری کیا، یوں علماء کرام کے ہاتھوں اپنے دعویٰ کی ابتداء ہی میں ذلیل وخوار ہوا، تفصیل کے لئے دیکھیں رئیس قادیاں حصہ دوم اور راقم الحروف کی کتاب تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ۔

## ۱۹......مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں مرزا کی رسوائی

۱...... مرزا قادیانی نے دوسرے علماء ومشائخ کی طرح حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت مناظرہ دی جو کہ انہوں نے قبول کر لی، لیکن انہوں نے تقریری مباحثہ کی شرط لگائی، تا کہ عوام الناس کو بھی حق وباطل کا علم ہو سکے، لیکن مرزا کا ہمیشہ کی طرح تحریری مباحثہ پر اصرار رہا، شرائط طے نہ ہونے کی وجہ سے مناظرہ کی نوبت نہ آسکی۔

۲...... مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے متعلق کفر کا ایک تفصیلی فتویٰ جاری کیا تھا، جس کا مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ (انوار الاسلام ص،46، اور خزائن جلد 9، صفحہ 47) پر اعتراف کیا ہے، اور حضرت مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتویٰ سے مرزائیت کو کتنا نقصان پہنچا، اس کا مرزا قادیانی کی درج ذیل عبارت سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے:''**اخرهم الشيطان الاعمیٰ و الغول الاغویٰ يقال له رشيد احمد الجنجوهی وهو شقی كا اكامر وهی و من الملعونين**''

مرزا قادیانی لعین لکھتا ہے:۔ان میں سے آخری شخص وہ شیطان اندھا اور گمراہ دیو ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں، اور وہ (مولانا احمد حسن) امروہی کی طرح بد بخت اور ملعونوں میں سے ہے،

(انجام آتھم، ص،252، خزائن جلد 11، صفحہ ایضا)

## ۲۰......الہامی فرزند عمنوائیل پیدا ہونے کی غلط پیش گوئی

مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم حاملہ تھی کہ مرزا کو بیٹا پیدا ہونے کی پیش گوئی کرنے کی سوجھی اور اس موقع کو اس نے اپنے مخالفین کے لئے ایک کھلی نشانی قرار دیا اور اس لڑکے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھا: وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اس کے معنی سمجھ نہیں آئے۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دل بند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء''

(اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ تبلیغ رسالت ج ا ص ۵۹، مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۰۱)

۲۰ فروری کے اشتہار میں مرزا قادیانی نے لڑکے کی تاریخ پیدائش اور سال متعین نہ کیا تھا۔ لیکن ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں زیادہ مدت ۹ سال مقرر کر دی کہ اس دوران وہ لڑکا لازماً پیدا ہو جائے گا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ا ص ۱۱۳)

۸/اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں لکھا کہ میرے گھر میں ایک لڑکا بہت جلد پیدا ہونے والا ہے۔ لیکن معلوم نہیں کہ یہ وہی لڑکا ہے یا بعد میں کسی وقت پیدا ہوگا۔ (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۱۷)

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ پیش گوئی کے مطابق عنموائیل کی جگہ مئی ۱۸۸۶ء میں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس پر مرزا قادیانی کا مذاق اڑایا گیا۔ اسے بڑی ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

۲۱..... کچھ عرصہ بعد ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو مرزا کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا، جسے اس نے عنموائیل قرار دیا۔

(تبلیغ رسالت ج ا ص ۹۹ مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۴۱)

اس پر قادیان میں مبارک سلامت کا شور برپا ہوا۔ بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ اس نومولود کا نام بشیر احمد رکھا گیا، جو ۱۹ دن بیمار رہ کر فوت ہوگیا۔ (مکتوبات احمد یہ قدیم ج ۵ نمبر ۳ ص ۸۹ مکتوبات احمد ج ۲ ص ۵۵۵ مکتوب نمبر ۱۴۱، مکتوب نمبر ۱۴۴)

بشیر اول کے انتقال پر مخالفین نے مرزا پر خوب طعن کی تو مرزا نے ایک اشتہار حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر المعروف سبز اشتہار شائع کیا اور بے بنیاد تاویلیں کیں۔ مرزائیوں کو مرزا قادیانی کا یہ اصول یاد رکھنا چاہئے۔ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔'' (نزول المسیح ص ۱۸۶، خزائن ج ۱۸ ص ۵۶۴)

۲۲ ... بشیر اوّل کی وفات کے بعد مرزا کے ہاں ایک بیٹا ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا تو مرزا نے اسے پیش گوئی کا مصداق قرار دیا۔ (تریاق القلوب ص ۴۳، خزائن ۱۵ ص ۲۲۳)

اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے یہ لڑکا بھی 9 سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے پہلے فوت ہوگیا۔ (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۶، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۲) بدنامی وذلت کے اس تماشا سے تنگ آ کر مرزا نے اپنے بڑے بیٹے مرزا محمود احمد کو اس پیش گوئی کا مصداق قرار دیا جو کہ ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوا تھا اور اسی غرض سے اس کے نام میں بشیر الدین کا اضافہ کیا گیا۔ حالانکہ مرزا محمود اس پیش گوئی کا کسی اعتبار سے مصداق نہیں بن سکتا۔ تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (رئیس قادیان باب نمبر ۳۶، فصل ۶)

## ۲۳...... سفر علی گڑھ میں تقریر کرنے میں ناکامی

1889 میں مرزا قادیانی علی گڑھ گیا تو وہاں کے مسلمانوں نے صداقت اسلام پر اس سے تقریر کرنے کی خواہش ظاہر کی، مرزا اس قابلیت کا شخص نہ تھا، نہ علم، نہ قوت بیان آخر کار اپنے الہامات کی آڑ لے کر تقریر کرنے سے انکار کر دیا، سید تفضّل حسین نے بہت منت سماجت کی۔ لیکن مرزا نہ مانا، کسی شخص نے جو کہ مولوی اسماعیل علی گڑھی کا ملاقاتی تھا کہہ دیا کہ مرزا نے علمی قابلیت نہ ہونے کی وجہ سے انکار کیا ہے۔ مرزا قادیانی تک یہ تبصرہ پہنچا تو اس نے اپنے رسالہ (فتح اسلام ص، 27 تا 31، خزائن جلد 3، صفحہ 17-19) میں اسے کوسا۔ حالانکہ اس شخص کا تجزیہ درست

تھا، اس لئے کہ مرزا نے اپنی تعلیم نامکمل چھوڑی تھی، اور اس بات کا اعتراف اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین احمد ایم اے کو بھی اعتراف تھا، وہ لکھتا ہے: -حضرت مسیح موعود کسی علوم کے لحاظ سے کوئی بڑے عالموں میں سے نہ تھے اور نہ ہی علم مناظرہ میں اس کو خاص دسترس تھی۔ (سیرت المھدی قدیم، جلد اوّل، ص، 118، روایت نمبر 131)

**۲۵..... مناظرہ دہلی میں شکست**

مناظرہ لدھیانہ میں شکست کھانے کے بعد مرزا قادیانی نے دہلی جا کر قسمت آزمائی کا سوچا، چنانچہ دہلی جا دھمکا اور مولانا نذیر حسین دہلوی کو دعوت مناظرہ دی، مولانا نذیر حسین صاحب اس وقت تک کافی عمر رسیدہ ہو چکے تھے، چنانچہ انہوں نے اپنے شاگرد خاص مولانا بشیر سہوانی صاحب کو مناظرہ کے لئے مقرر کر دیا، چنانچہ 18 اکتوبر 1891 کو جامع مسجد دہلی میں مناظرہ ہوا، جس میں شکست کھانے کی پرانی روایت مرزا قادیانی نے برقرار رکھی۔

نوٹ: مناظرہ لدھیانہ کا ذکر آگے آئے گا، (مؤلف)

مرزا قادیانی کا سسر فیروز پور محکمہ انہار کا ملازم تھا اور مرزا اس سے ملاقات کے لئے وقتاً فوقتاً جاتا رہتا تھا اور فیروز پور کے علماء کو چیلنج بھی کرتا تھا، فیروز پور چھاؤنی میں مولانا غلام دستگیر قصوری کا داماد ایک ممتاز تاجر تھا، شہر کے سرکردہ لوگوں نے اسے کہا کہ آپ مولانا غلام دستگیر قصوری کو حقیقت حال بتائیں اور انہیں فیروز پور آنے کا کہیں، داماد کی زبانی پتہ چلنے پر مولانا قصوری کتابوں سمیت فیروز پور آ گئے لیکن مرزا طرح دے گیا، رؤساء شہر کے بے حد اصرار پر فیروز پور کی بجائے لاہور میں مناظرہ کرنا منظور کیا، جس کے لیے 25 دسمبر 1892 کی تاریخ مقرر ہوئی، مقررہ تاریخ پر لاہور میں ہزاروں علماء کرام اور عوام جمع ہو گئے، مولانا قصوری بھی پہنچ گئے لیکن مرزا نہ خود آیا نہ ہی اپنا کوئی نمائندہ بھیجا، پانچ چھ دن انتظار کے بعد مولانا قصوری صاحب واپس تشریف لے گئے، اس وقت بعض مسلمانوں نے لاہوری مرزائیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا ہم نہ کہتے تھے

جلد ہو جائے گا آشکار    کہ جگنو کو سمجھے ہو تم اک شرارہ

**۲۸...... پادریوں کے مقابلہ میں ہزیمت**

امرتسر میں جب مرزا ڈپٹی عبداللہ آتھم سے مناظرہ کر رہا تھا۔ امرتسر کے عیسائیوں نے اندھے، کوڑھی اور برص زدہ افراد جمع کر کے مرزا سے کہا اگر تم واقعتاً مسیح ہو تو ان افراد کو شفایاب کر کے دکھاؤ۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ مشہور ہے، اور قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے۔ مرزا نے جان بچانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ہی انکار کر دیا۔    نہ رہے بانس نہ رہے بانسری

## ۲۹......مولانا عبدالحکیم کلانوری سے مقابلہ میں شکست

جنوری 1892 کے آخر میں مولانا عبدالحکیم کلانوری نے مرزا سے لاہور میں اس کے دعویٰ مسیحیت کے موضوع پر مناظرہ کیا جو کہ مرزا کی خواہش کے مطابق تحریری تھا، مرزا قادیانی ہمیشہ تحریری مناظرہ کرتا تھا، مرزا بشیر احمد ایم اے کی تحریر (مندرجہ سیرت المھدی) کے مطابق مرزا نے اپنی زندگی میں صرف پانچ مناظرے کئے اور وہ سب تحریری تھے، تقریری مقابلہ سے مرزا سخت عاجز تھا، اور مولانا دلاوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بقول تقریری مباحثہ سے وہ اس طرح بھاگتا تھا جس طرح شکار شیر کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے، اس مناظرہ کے نتیجہ میں مرزا نے ایک توبہ نامہ لکھا، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے، یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں، بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح جہاں میں نے دعویٰ نبوت کیا ہے، وہاں نبوت سے میری مراد حقیقی نبی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد دوم ص، 94 تا 96۔)

مولانا رفیق دلاوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ "رئیس قادیاں" جلد 2 باب 34 میں لکھتے ہیں کہ:- مرزا نے اس معاہدہ کی پاسداری کی اور آٹھ نو سال یعنی 1901 تک منقولہ الفاظ دوبارہ استعمال نہ کئے۔ 1901 میں ٹیچی ٹیچی کے بے حد اصرار پر یا کسی اور نہ معلوم وجہ سے مرزا نے اعلانیہ نبوت کا دعویٰ کر دیا، اور ایک غلطی کا ازالہ نامی کتابچہ لکھ کر تمام حدود پھلانگ گیا۔

## ۳۰......کشمیر میں قادیانی ریاست قائم کرنے میں ناکامی

سیاسی غلبہ کی کوشش ہر جھوٹے مدعی نبوت کا شیوہ رہا ہے، مرزا قادیانی بھی اس ضابطہ سے مستثنیٰ نہ تھا، حکیم نور الدین بھیروی جو کہ عمدہ طبیب اور عالم تھا لیکن اپنی فکری بے راہ روی اور آزاد خیالی کے باعث گمراہ ہوا، اور مرزا قادیانی سے جا ملا اور اس کا دست راست بن گیا، 1891-1890 میں حکیم نور الدین مہاراجہ کشمیر کا بطور شاہی طبیب ملازم تھا، اس نے وہاں مہاراجہ کی عنایات سے فائدہ اٹھا کر ہر محکمہ میں قادیانی بھرتی کرنے شروع کر دیئے، معزول راجہ پرتاب سنگھ نے اس امر کی شکایت وائسرائے ہند سے کی جو کہ ان دنوں کشمیر کے دورہ پر آیا ہوا تھا، تو وائسرائے نے پرتاب سنگھ کو مہاراجہ اور راجہ امر سنگھ کو اس کا نائب بنا دیا، اور ساتھ ہی حکیم نور الدین کو بارہ گھنٹے میں کشمیر چھوڑنے کا نوٹس دیا، حکیم نور الدین نے بدحواس ہو کر مرزا کو دعا کے لئے خط لکھا، مرزا نے خط ملنے پر نوٹس کی واپسی کے لئے ساری رات رو رو کر دعائیں کیں، جو کہ شرف قبولیت نہ پا سکیں اور مہاراجہ کشمیر کا نوٹس برقرار رہا، کشمیر واپسی سے ناامید ہو کر حکیم نور الدین نے قادیان میں ڈیرے ڈال لئے اور جعلی نبوت کا کاروبار چلانے میں مرزا قادیانی کی معاونت کرنے لگا، یہ دلچسپ داستان ''رئیس قادیاں'' حصہ دوم باب نمبر 44 میں تفصیلاً موجود ہے۔ **(جاری ہے)**

مولانا امجد علی مردانوی (قسط نمبر:3)

# قادیانیت کا ایک اور روپ: فتنہ دیندار انجمن

## صدیق دیندار کے دعویٰ بعثتِ ثانی پر مزید عبارات

**قارئینِ کرام!** گزشتہ اقساط میں ہم نے صدیق دیندار اور دیندار انجمن کے بعض جھوٹے دعوے قادیانی سے وابستگی اور گمراہ کن عقائد ونظریات کا ذکر کیا تھا جو عقیدۂ ختمِ نبوت اور اسلامی عقائد کے بنیادی اصولوں سے متصادم اور قادیانیت کا تسلسل ہیں۔ زیرِ نظر قسط میں بھی اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے ان کی اپنی کتب سے چند اہم عبارات باطل عقیدہ بعثت ثانی پر پیش کی جارہی ہیں۔

ہماری کوشش یہ ہے کہ کسی بات کو محض دعوے کے طور پر پیش نہ کیا جائے، بلکہ اصل کتاب، اصل عبارت اور اصل حوالہ قارئین کے سامنے رکھ دیا جائے، تاکہ اہلِ ایمان خود مطالعہ کریں اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان عبارات کے مفہوم کو سمجھیں۔

یہ معاملہ محض کسی فرد کی ذات تک محدود نہیں، بلکہ توحید، رسالت اور ختمِ نبوت جیسے بنیادی عقائد سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے ایسے موضوعات پر گفتگو میں جذبات کے بجائے تحقیق، دلیل اور خیر خواہی کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

جھوٹا مدعی نبوت صدیق دیندار اپنی کتاب مہر نبوت میں لکھتا ہے۔

''صوفیانہ اصطلاح میں بروز محمد بعثت ثانی کو کہا گیا ہے جب آپ کی ذات اپنی قدسی طاقت سے ظہور پذیر ہوتی ہے تو حسب سنت سابقہ کل انبیاء کی جماعت اپنے دربار میں جمع کرتی ہیں'' (مہرِ نبوت، صفحہ 62، صدیق دیندار)

یہاں ''بروزِ محمد'' کو ''بعثتِ ثانی'' کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہی وہ بنیادی تصور ہے جس پر غور کرنا ضروری ہے۔ اسلامی عقیدۂ ختمِ نبوت کی رو سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ قرآنِ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔

لہٰذا اگر کسی شخص کے بارے میں یہ عقیدہ قائم کیا جائے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ''بروز'' ہے اور اسی حیثیت سے ''بعثتِ ثانی'' کے مقام پر فائز ہوا ہے، تو اس دعوے کو محض صوفیانہ اصطلاح کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسے عقیدۂ ختمِ نبوت کے قطعی اصول کی روشنی میں سمجھنا ضروری ہے۔

اسلامی عقائد میں الفاظ کے بجائے ان کے حقیقی مفہوم کو دیکھا جاتا ہے۔ اس لیے ''بروز''، ''مظہر'' یا کسی دوسری اصطلاح کے ذریعے اگر کسی انسان کے لیے ایسی نبوی حیثیت ثابت کی جائے تو ہرگز قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔ اور یہ وہی اصطلاحات ہیں جو مرزا غلام قادیانی نے اپنی کتابوں میں جگہ جگہ پیش کیں ہیں۔

## انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بارے میں ایک نہایت سنگین عبارت
## (انبیاء کرام کی توہین)

''یہ فقیر فنا فی الرسول اپنے اندر سے حضور منبع انوار صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسی طاقت کو ظاہر کررہا ہے جس کی وجہ سے میرے سامنے نہیں بلکہ حضور منبع انوار صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کل انبیاء زانوئے ادب طے کیئے بیٹھے ہیں''

(مہرِ نبوت، صفحہ 62، صدیق دیندار)

انبیاءِ کرام علیہم السلام اللہ تعالی کے برگزیدہ اور منتخب بندے ہیں۔ ان کے مقام و مرتبے کا تعین کسی بعد کے انسان کے دعوے یا روحانی مرتبے سے نہیں ہوسکتا۔ اس لیے یہ کہنا کہ ''کل انبیاء'' کسی انسانی شخصیت کے سامنے زانوئے ادب طے کیے بیٹھے ہیں، ایک نہایت سنگین مفہوم پیدا کرتا ہے جسے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

اگر عبارت کا ظاہر یہی مفہوم رکھتا ہے کہ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام ایک ایسے شخص کے روحانی مقام کے سامنے جمع ہیں جو اپنے اندر سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''قدسی طاقت'' ظاہر کرنے کا دعویٰ کرتا ہے، تو یہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے مقام و مرتبے کے حوالے سے نہایت قابلِ اعتراض تصور ہے۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ رسالت اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کے احترام کو ملحوظ رکھا جائے۔ ایسی تعبیرات کو محض روحانی اصطلاحات سمجھ کر قبول کرنے کے بجائے ان کے حقیقی مفہوم کو قرآن وسنت کے میزان پر پرکھنا چاہیے۔

## اللہ تعالیٰ کے ظہور اور بعثتِ ثانی کا تصور

''ہمارے آقا و مولیٰ سردارِ دو عالم، مظہرِ اَتم، روحِ مجسم، سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخر تشریف لائے، گویا آپ کا تشریف لانا فی الحقیقت ذات اللہ کا شہادت میں تشریف لانا تھا... کہ ذات اللہ ایک مرتبہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ مطہر میں ظہور و نمود فرما کر عالم شہادت میں تشریف لائی اور اسی کو بعثت اوّل کہتے ہیں... دوسری مرتبہ بھی ایسے ہی آئے گی''

(صفحہ 80، تفسیر الآیات باستشہاد الکائنات، بحوالہ امام الجہاد، شائع کردہ خانقاہ سرورِ عالم، آصف نگر، حیدرآباد دکن، انڈیا)

یہ عبارت توحید کے ایک نہایت بنیادی مسئلے کو سامنے لاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوق کے اوصاف، جسم اور صورت سے پاک ہے۔ قرآنِ کریم کا واضح ارشاد ہے:

لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (یعنی اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں)۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ اور بے مثالی اس وضاحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

اس لیے ''ذات اللہ'' کے کسی جسم میں ''ظہور و نمود'' فرمانے کا تصور اگر حقیقی حلول کے معنی میں لیا جائے تو یہ اسلامی عقیدۂ توحید سے مطابقت نہیں رکھتا۔

اس عبارت کا آخری جملہ بھی خاص طور پر قابلِ غور ہے کہ ''دوسری مرتبہ بھی ایسے ہی آئے گی''۔ یہی وہ مقام ہے جہاں بعثتِ ثانی کا تصور سامنے آتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسی دوسری بعثت کی شرعی بنیاد کیا ہے؟ قرآنِ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے؛ اس لیے اس کے بعد کسی نئی نبوی بعثت کے تصور کو قبول کرنے کے لیے قطعی شرعی دلیل درکار ہوگی، محض تاویل یا اصطلاح کافی نہیں۔

## چن بسویشور، ایشور اوتار اور کلکی اوتار

''آج مظہر ذات اللہ نے سرزمین ہند میں اپنا ظہور فرمایا ہے ... چن بسویشور، ایشور اوتار، کلکی اوتار کے نام سے اپنا جنم دھارن کیا ہے ... جب پہلی بعثت میں جسم عنصری کے ساتھ متلبس ہو کر تشریف لائے تو دوسری بعثت میں ایسا ہی جسم لے کر مبعوث ہوں گے صرف صورت نوعیہ میں فرق ہوگا''

(صفحہ 81، تفسیر الآیات باستشھاد الکائنات، بحوالہ امام الجہاد، شائع کردہ خانقاہ سرور عالم، آصف نگر، حیدر آباد دکن، انڈیا)

یہ عبارت اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتی ہے۔ یہاں ''مظہر ذات اللہ'' کے لیے ''چن بسویشور''، ''ایشور اوتار'' اور ''کلکی اوتار'' جیسی تعبیرات استعمال کی گئی ہیں اور ساتھ ہی پہلی اور دوسری بعثت کا ذکر بھی موجود ہے۔

اسلامی عقیدۂ توحید میں اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی مشابہت سے پاک ماننا بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ کسی جسم کا محتاج ہے اور نہ کسی مخلوقی صورت میں ظاہر ہونے کا محتاج۔ قرآنِ کریم کا ارشاد ہے:

''لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ''

اس عبارت میں ''دوسری بعثت'' کا ذکر بھی پہلے بیان کردہ تصور کو مزید واضح کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نئی نبوی بعثت یا کسی شخص کو نبوی حیثیت سے مبعوث قرار دینے کا تصور عقیدۂ ختمِ نبوت کے بنیادی اصول سے متصادم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی تعبیرات کو محض صوفیانہ یا عرفانی اصطلاحات قرار دے کر آگے بڑھ جانا مناسب نہیں؛ ان کے مفہوم کو پوری دیانت کے ساتھ سمجھنا ضروری ہے۔

## ذاتِ مطلق اور ''لباسِ دیگران

''ذاتِ مطلق نے مرتبہ احدیت سے نزول فرما کر... اب حشر میں وہی اللہ اپنے ذاتی مظہر کی صورت میں ''بلباس دیگران یار برآمد'' کے طریق آمد سے آئیگا... چنانچہ ذات اللہ کے مظہر کی شان قدسی بلباس چن بسویشور، ایشور اوتار جلوہ آرا ہوئی ہے'' (صفحہ 84، تفسیر الآیات باستشھاد الکائنات، بحوالہ امام الجہاد، شائع کردہ خانقاہ سرور عالم، آصف نگر، حیدرآباد دکن، انڈیا)

یہاں اللہ تعالیٰ کے لیے ''لباسِ دیگران'' اور ''مظہر'' کی تعبیر اختیار کی گئی ہے۔ ایک مسلمان کے لیے بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کسی مخلوق صورت، لباس یا اوتاری شکل میں ظاہر ہوتا ہے؟

اسلامی عقیدہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی مماثلت اور مخلوق کے اوصاف سے منزہ قرار دیتا ہے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

''وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ'' (یعنی اس کا کوئی ہمسر نہیں۔)

## زمانۂ قیامت اور بعثتِ ثانی

''وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ''

''آج مشائخ اور مولوی سب بے نور نظر آتے ہیں۔ روئے زمین کے مسلمان تہذیب دجالی کا شکار ہو کر بھوسے کی طرح اڑ رہے ہیں۔ قرآن حکیم اس حالت کو قیامت سے تعبیر کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب تری الناس تو دیکھتا رہے گا لوگوں کو یعنی مسلمانوں پر قیامت کے زمانہ میں تو موجود ہوگا اور یہی بعثت ثانی کا منشاء ہے''

(صفحہ 80، تفسیر الآیات باستشھاد الکائنات، بحوالہ امام الجہاد، شائع کردہ خانقاہ سرور عالم، آصف نگر، حیدرآباد دکن، انڈیا)

اس عبارت میں ایک مخصوص زمانے کے حالات کو قیامت کے زمانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور پھر اسی تعبیر سے ''بعثتِ ثانی'' کا مفہوم اخذ کیا گیا ہے۔

یہاں ایک بنیادی اصول پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ قیامت کے وقت اور اس کی تعیین کا معاملہ غیبی امور میں سے ہے۔ کسی زمانے کے حالات کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں، محض ان حالات کی بنیاد پر اسے قیامت کا متعین زمانہ قرار دینا شرعی دلیل کا محتاج ہے۔

## ایک دردمندانہ گزارش

**قارئینِ کرام!** ان عبارات کو پیش کرنے کا مقصد محض کسی شخصیت کے خلاف جذبات پیدا کرنا نہیں، بلکہ ایک ایسے فکری مسئلے کی طرف توجہ دلانا ہے جس کا تعلق براہِ راست ہمارے بنیادی اسلامی عقائد سے ہے۔ اور دیندار

انجمن وہ خطرناک فتنہ ہے جو ختم نبوت کا نام لے کر ختم نبوت کے خلاف عقائد و نظریات پھیلاتے ہیں۔

عقائد کے باب میں کسی عبارت کو پڑھ کر فوراً حکم لگانے کے بجائے اصل ماخذ، سیاق و سباق اور مصنف کے مجموعی نظریے کو سامنے رکھنا زیادہ علمی طریقہ ہے۔

تاہم جب کسی کتاب میں ''بروزِ محمد''، ''بعثتِ ثانی''، ''ذاتِ اللہ کا ظہور''، ''اوتار'' اور ''لباسِ دیگران'' جیسی تعبیرات مسلسل ایک خاص فکری ترتیب کے ساتھ سامنے آئیں تو اہلِ علم کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ان کے مفہوم کا سنجیدگی سے جائزہ لیں۔

اسلام کا عقیدۂ توحید اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی مخلوقی مشابہت سے پاک قرار دیتا ہے، اور عقیدۂ ختمِ نبوت یہ یقین عطا کرتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ قرآنِ کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔

اس لیے کوئی بھی ایسا نظریہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے مخلوقی ظہور یا حلول کا تصور پیدا کرے، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی انسان کے لیے نبوی بعثت یا اس کے قائم مقام کوئی منصب ثابت کرے، اسے اسلامی عقائد کی بنیادی کسوٹی پر پرکھنا ناگزیر ہے۔

ہمیں چاہیے کہ فتنوں کا مقابلہ محض شور، طعن و تشنیع اور جذباتی نعروں سے نہ کریں، بلکہ اصل کتب سامنے رکھیں، عبارت کو دیانت کے ساتھ نقل کریں، اس کے مفہوم کو سمجھیں اور پھر قرآن و سنت کے قطعی اصولوں کی روشنی میں اس کا جائزہ لیں۔ یہی علمی دیانت کا تقاضا اور دین کے ساتھ خیر خواہی کا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو حق سمجھنے، باطل کو باطل سمجھنے، اپنے عقائد کی حفاظت کرنے اور دوسروں تک دین کی بات حکمت، دلیل اور خیر خواہی کے ساتھ پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آئندہ قسط میں، ان شاء اللہ، بانیِ دیندار انجمن کے دعوائے ''چنن بسویشور'' پر دیندار انجمن کی اپنی کتابوں سے مزید اصل حوالہ جات پیش کیے جائیں گے، تاکہ قارئین کے سامنے اس دعوے کی حقیقت مزید واضح ہو سکے۔

اور صدیق دیندار کے دعوائے بعثتِ ثانی اور دیگر نظریات کے بعد، آخر میں، ان شاء اللہ، دیندار انجمن کی چند اہم اصطلاحات بھی پیش کی جائیں گی، جن کے ذریعے ان کے خود ساختہ نظریات و اختراعات کو اسلامی اصطلاحات کے قالب میں پیش کرنے کی کوشش دکھائی دیتی ہے۔　(جاری ہے)

# حُسنِ انتقاد

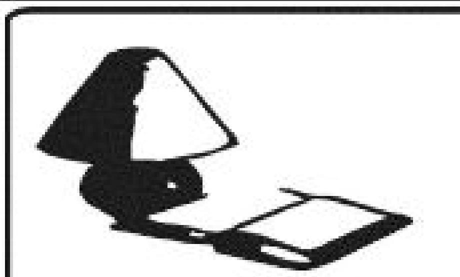

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب: مسئلہ قادیانیت مؤلف: جمیل اطہر قاضی

نظر ثانی: ڈاکٹر زاہد اشرف ضخامت: 1080 قیمت: -/2500

ناشر: قلم فاؤنڈیشن، بینک سٹاپ، والٹن روڈ لاہور 0300-0515101-0309-4105481

جمیل اطہر قاضی کہنہ مشق اور بزرگ صحافی ہیں۔ راسخ العقیدہ اور محبِّ وطن ہیں۔ 1941ء میں سرہند شریف (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے اور اپنے نام کے ساتھ سرہندی، نقشبندی لکھتے ہیں۔ 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں جب وہ صرف 12 برس کے تھے، ایک جلسے میں قادیانیوں کے خلاف نظم پڑھنے پر گرفتار کر لیے گئے۔ عقیدۂ ختم نبوت سے ایمانی وابستگی تو تھی ہی لیکن گرفتاری نے تحریک و عملی جدوجہد کے میدان میں لا کھڑا کیا۔ لکھنے پڑھنے کا ذوق شروع سے تھا قلم سنبھالا اور صحافت کے میدان میں داد شجاعت لینے لگے۔

''مسئلہ قادیانیت'' اُن کی شاندار تالیف ہے۔ محمد شاہد حنیف کی معاونت سے انہوں نے ایک ہزار اسی صفحات کی یہ ضخیم کتاب مرتب کی ہے۔ معروف صحافی جناب ڈاکٹر زاہد اشرف (مدیر المنبر، فیصل آباد) نے نظر ثانی کر کے کتاب کے صورتی و معنوی حُسن میں اضافہ کر دیا ہے۔ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

1۔ عظمت رسالت 2۔ عقیدۂ ختم نبوت 3۔ اسلام اور قادیانیت

4۔ تحاریک تحفظ ختم نبوت 5۔ قادیانی مسئلہ، آئین اور عدالتی فیصلے 6۔ تحفظ ختم نبوت اور جماعتیں

7۔ مجاہدین تحفظ ختم نبوت 8۔ مساجد

کل 203 مضامین شامل ہیں۔ تحریک ختم نبوت 1953ء اور 1974ء کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ قیام پاکستان سے قبل قادیان میں مجلس احرار اسلام کی تبلیغی و تحریکی جدوجہد کا اجمالی تذکرہ بھی شامل ہے۔ جناب جمیل اطہر قاضی نے تحریک تحفظ ختم نبوت میں شامل تمام مکاتب فکر اور جماعتوں کی خدمات پر مشتمل مضامین بھی شامل کیے ہیں جبکہ تحریک کے مختلف ادوار میں شامل تقریباً تمام بڑی شخصیات کے کردار کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ خاص طور پر ساتواں باب مجاہدین ختم نبوت کے احوال و کردار پر سب سے طویل ہے۔ آخر میں اُن مساجد و مدارس کا ذکر بھی ہے جو تحاریک تحفظ ختم نبوت کے مراکز رہی ہیں۔ مسئلہ قادیانیت'' تحریک ختم نبوت کے لٹریچر میں ایک جامع کتاب کا اضافہ ہے۔ کتاب میں اب بھی اضافوں کی گنجائش موجود ہے۔

(مبصر: سید محمد کفیل بخاری)

# اخبارالاحرار

## خدمات حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ واستحکام پاکستان سیمینار راولپنڈی

(رپورٹ: حافظ عتیق الرحمان گورچانی) مجلس احرار اسلام راولپنڈی کے زیرانتظام جامع مسجد اللہ والی باغ سرداراں راولپنڈی میں پیر قاری سید عمر فاروق شاہ صاحب کی زیرنگرانی مورخہ 6 اگست 2026ء بعد نماز عصر تا عشاء امیر شریعت سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار میں اسلام آباد وراولپنڈی کے علماء ومشائخ اور عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تقریب کے مہمانان خصوصی نواسہ امیر شریعت، مجلس احرار اسلام مرکزی امیر سید محمد کفیل بخاری مدظلہ، احرار کے مرکزی ناظم دعوت وتبلیغ ومرکزی ڈیجیٹل میڈیا کوارڈینیٹر مولانا سید عطاء المنان بخاری مدظلہ نے خصوصی شرکت وخطاب فرمایا۔ سیمینار کی پہلی نشست کا آغاز محمد حماد کی تلاوت سے ہوا۔ ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت اسیر تحریک ختم نبوت بابا خورشید احرار نے حاصل کی۔ مبلغ مجلس احرار اسلام راولپنڈی مولانا ثانی اثنین الحق، مولانا مفتی ذیشان شوکت، نواسہ شیخ القرآن، آغا راشد محمود اور راقم نے اپنے خطابات میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی علمی وعملی سیاسی ودینی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کیا۔ امیر شریعتؒ نے انگریز وانگریز کے کاشتہ مدعی نبوت مرزا قادیانی کی جانب سے عقیدہ ختم نبوت کو مجروح کرنے کی جسارت کا بھرپور تعاقب کیا۔ حضرت امیر شریعتؒ نے برصغیر کے طول وعرض میں اصلاح عقائد نفی شرک وبدعت، تحفظ ودفاع ختم نبوت کے سلسلہ میں اپنی حیات کو تادم زیست جاری رکھا۔ تحریک آزادی وتحریک کشمیر اور تحریک تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے سلسلہ میں قائدانہ ومدبرانہ کردار ادا کیا۔ خطباء نے کہا کہ قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی پہلی قرارداد جامعہ دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کے سالانہ اجتماع میں پیش کی گئی۔

سیمینار کی دوسری نشست کا آغاز محمد حمدان کی تلاوت سے ہوا، ہدیہ نعت کی سعادت مولانا ثانی اثنین الحق نے حاصل کی۔ المرکز الاسلامی کے مہتمم مولانا ظہور الٰہی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحریک آزادی، تحریک کشمیر اور تحریک ختم نبوت اور تحریک مدح صحابہ کی تاریخ مجلس احرار وقائد احرار حضرت امیر شریعت کے تذکرہ کے بغیر نامکمل ہے۔ مجلس احرار اسلام تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ مدح صحابہ واہل بیت رسولؐ میں ہمیشہ پیش پیش رہی اور دشمنان صحابہ واہل بیت کی سہولت کاری کبھی نہیں کی۔ وفاق المدارس العربیہ پنجاب کے ناظم مفتی عبدالرحمان نے اپنے خطاب میں اکابرین احرار سے ربط وتعلق اور محبت کو بیان کیا اور کئی واقعات ذکر کیے۔ مولانا سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ دور حاضر میں دشمنان اسلام خصوصا قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھتے ہوئے ان کی سازشوں کو ناکام بنانا ہوگا اور حکومتی اداروں میں جہاں دین دشمن عناصر ہیں ان پر نظر رکھنی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ نوجوان نسل سوشل میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال محتاط ہوکر کرے اسلام کے نام پر راہزن موجود ہیں جو ایمان لوٹنے کے لیے مورچہ

زن ہیں۔ نواسہ امیر شریعت اور امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم نے صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمات جلیلہ اور تاریخ احرار کو بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیر شریعت نے اپنی عملی زندگی کا آغاز جلیانوالہ واقعہ کے بعد کیا جس میں انگریز نے تحریک خلافت کے حق میں اور انگریزی استبداد کے خلاف سراپا احتجاج ہزاروں ہندوستانیوں پر گولیاں چلا دیں تو ان کی تجہیز و تکفین میں بھی حضرت امیر شریعتؒ نے حصہ لیا۔ حضرت امیر شریعت نے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر کا تعاقب کیا، تحریک خلافت میں حصہ لیا، 1929ء میں مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی اور محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے امیر شریعت کا خطاب حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری کو عنایت کیا اور 5 سو سے زائد علماء نے دفاع و تحفظ عقیدہ ختم نبوت کی بیعت کی۔ قادیان میں احرار تبلیغ و دعوت کانفرنس منعقد کی جس میں شیخ الاسلام علامہ حسین احمد مدنیؒ سمیت سینکڑوں علماء اور بڑی تعداد میں اہل اسلام نے شرکت کر کے قادیانیوں کو دعوت اسلام پیش کی۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے حکم پر علامہ محمد اقبالؒ کو حضرت امیر شریعت اور مولانا احمد علی لاہوریؒ قادیانیوں کی سازش و مذموم اور باطل عقائد و مقاصد سے باخبر کرتے رہے جس کے نتیجہ میں علامہ اقبال نے کشمیر کمیٹی سے علیحدگی اختیار کر لی۔ انکی دعوت پر سینکڑوں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ انہوں نے کہا مجلس احرار اسلام کے صرف تین دشمن ہیں دشمن خدا، دشمن رسول خداؐ اور دشمن ازواج و اصحاب رسول رضوان اللہ عنہم۔ انہوں نے بتایا کہ جامعہ دار العلوم تعلیم القرآن کے بانی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ مجلس احرار اسلام کے رکن تھے 1953 میں مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے ہی تحریک ختم نبوت کے جرم میں قید و بند کی صعوبت برداشت کی۔ 1970 میں ابن امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری نے تحریک ختم نبوت ریلی کی قیادت کی تو شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان نے ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ تمام محبین اسلام و محافظین ختم نبوت کو دعوت ہے کہ مجلس احرار اسلام کی رکنیت سازی جاری ہے اس میں بھر پور حصہ لیتے ہوئے اسلام و پیغمبر اسلام اور اصحاب و ازواج رسول رضوان اللہ عنہم سے محبت کا اظہار کریں۔

سیمینار میں وفاق المدارس العربیہ پنجاب کے ناظم مفتی عبدالرحمان توکلی، قومی امن کمیٹی پنجاب کے رکن و خطیب مرحبا مسجد راولپنڈی مولانا نعمان حاشر، المرکز الاسلامی اسلام آباد کے مہتمم علامہ ظہور الٰہی، نائب مہتمم جامعہ دار العلوم تعلیم القرآن مولانا ولی اللہ، نواسہ شیخ القرآن آغا راشد محمود، استاد الحدیث حضرت مولانا عبدالغفار جھنگوی، مرکزی نائب ناظم نشر و اشاعت مجلس احرار اسلام مفتی تنویر الحسن احرار، امیر مجلس احرار اسلام گجرات مولانا ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا انعام الحق، مولانا محمد مظہر، خانقاہ امینیہ قادریہ کے مہتمم قاری محمد جمیل، مفتی ذیشان شوکت، مولانا ثانی اثنین الحق، حکیم سعد اللہ عثمان، بھائی ناصر جالندھری، بھائی ناصر مروت، قاری سلیم احرار، قاری محمد امیر، حافظ عبداللہ احرار، شبان ختم نبوت گوجر خان کے مبلغ مولانا یاسر خان، مولانا طیب قاسمی، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مفتی تاج الدین، بھائی محمد شاہد، صدر علماء و مشائخ

راولپنڈی مفتی سید قاسم شاہ، پرنسپل العلم ایجوکیشن مولانا سید طاہر شاہ، مولانا نوراللہ رشیدی، خطیب جامع مسجد علی المرتضٰی خیابان کشمیر اسلام آباد مولانا سید حسان شاہ، پیر محمد بلال نقشبندی گولڑوی مولانا مفتی محمد ندیم و دیگر نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ خطیب جامع مسجد اللہ والی راولپنڈی پیر قاری سید عمر فاروق شاہ اور مفتی تنویر الحسن احرار نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور سیمینار کے آخر میں احرار کارکن شیخ عبدالجلیل مرحوم کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔

## گجرات میں اجتماعات احرار اور سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس

**(رپورٹ: کاظم اشرف احرار، ناظم نشر واشاعت مجلس احرار ضلع گجرات)** 5 اگست 2026ء بروز بدھ (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان) قائدِ احرار حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہٗ مرکز احرار مرکزی جامع مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ و مدرسہ محمود یہ معمورہ ناگڑیاں تشریف لائے۔ امیر مجلس احرار اسلام ضلع گجرات قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی اور دیگر احرار رفقاء نے قائدِ احرار کا استقبال کیا۔ بعد نمازِ ظہر حضرت قائد احرار نے درسِ قرآن ارشاد فرمایا اور، 12,11 ربیع الاول احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی دعوت دی۔

6 اگست کو راولپنڈی کے سالانہ امیرِ شریعت سیمینار میں شرکت کے بعد قائدِ احرار حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہٗ، (مرکزی ناظم تبلیغ و ڈیجیٹل میڈیا کوارڈینیٹر مجلس احرار پاکستان) مولانا سید عطاء المنان بخاری اور مرکز احرار جامع مسجد احرار نیو ماڈل ٹاؤن گجرات پہنچے، جہاں راقم کاظم اشرف احرار، قاری احسان اللہ صاحب اور دیگر احرار کارکنان نے قائدین کا استقبال کیا۔

صبح مقامی علماء کرام اور احرار کارکنان کے ساتھ ناشتہ ہوا۔ بعد ازاں مجلس احرار اسلام کے بزرگ رہنما چودھری ارشد مہدی صاحب کی عیادت کی اور قافلہ سات اگست کو منعقد ہونے والی احرار ختم نبوت کانفرنس مرکز احرار مرکزی جامع مسجد ختم نبوت و مدرسہ اقراء اسلامک سنٹر چوہڑ چک چوک کے لیے روانہ ہوا۔ بھمبر روڑ ماجرہ پلی سے مرکز احرار تک شاندار ختم نبوت ریلی کا انعقاد کیا گیا جس کے لیے مجاہد احرار حافظ وسیم اللہ، مجاہد احرار حافظ سفیان، جناب شاہ زیب عارف اور دیگر احرار کارکنان نے بھرپور محنت کی۔ مرکز پہنچنے پر قاری شعیب صاحب، محترم جناب میاں زمان صاحب، مدرسے کے طلبہ اور دیگر احرار کارکنان نے قائدین کا پرتپاک استقبال کیا۔

کانفرنس کا باقاعدہ آغاز قاری محمد اقبال صاحب کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، جبکہ حافظ عمر رفیق نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ بعدازاں مولانا سید عطاء المنان نے مجلس احرار اسلام کے کردار اور عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر مؤثر خطاب فرمایا۔

اس کے بعد راقم نے مرکز احرار مدرسہ اقراء اسلامک سنٹر کی کارکردگی پیش کی، امتحانات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ میں قائدِ احرار مدظلہٗ کے ہاتھوں انعامات تقسیم کروائے اور 12,11 ربیع الاول کی احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی دعوت دی، جسے شرکائے کانفرنس نے بھرپور جوش و جذبے سے قبول کیا۔

بعدازاں حضرت قائدِ احرار مدظلہٗ نے صدارتی خطاب فرمایا اور عقیدہ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام کے مشن اور دعوت وتبلیغ کے حوالے سے ایمان افروز گفتگو فرمائی۔

کانفرنس کے اختتام پر مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہٗ گوجرانوالہ کے جماعتی و دعوتی پروگرام کے لیے روانہ ہوئے، جبکہ راقم اور قاری احسان اللہ صاحب، مولانا سید عطاء المنان کو راولپنڈی روانہ کرنے کے لیے ساتھ گئے۔

اللہ تعالیٰ قائدین، علماء، کارکنان، طلبہ اور تمام معاونین کی محنتوں کو اپنی بارگاہ میں فرمائے اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کو مزید استحکام عطاء فرمائے۔ آمین۔

## گوجرانوالہ میں قائد احرار کی آمد اور اجتماعات احرار میں شرکت وخطاب

(رپورٹ حافظ محمد اکمل ناظم مجلس احرار گجرانوالہ) مؤرخہ 07 اگست قافلہ احرار نے گجرات میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد گجرانوالہ کا رخ کیا بعداز نماز مغرب جامع مسجد مکی ٹھکر کے وڑائچ میں قائد احرار سید محمد کفیل بخاری نے درس قران ارشاد فرمایا اس میں گاؤں کی مساجد کے تمام ائمہ کرام اور علماء کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی شاہ جی نے اس موقع پر 12,11 ربیع الاول کو منعقدہ احرار ختم نبوت کانفرنس اور جلوس دعوت اسلام چناب نگر میں شرکت کے لیے علماء کرام اور شریک عوام الناس کو بھرپور دعوت دی جبکہ مرکز احرار جامع مسجد القمر کالج روڈ میں ماہانہ درس قران کی نشست میں ڈاکٹر محمد آصف نائب ناظم شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام نے تفصیلی گفتگو فرمائی حاضرین مجلس کو موجودہ دور کے فتنوں سے آگاہ کرتے ہوئے سوال وجواب کی علمی نشست سے عوام الناس کو خوب مستفید فرمایا بعداز نماز عشاء احرار علماء کنونشن کا انعقاد جامع مسجد فیروزی نعمانیہ روڈ گجرانوالہ میں ہوا جس میں قاری محمد فرمان نفیسی نے تلاوت کلام پاک کا شرف حاصل کیا معروف نعت خواں حافظ محمد فیصل بلال حسان کی نعت نے سماں بندھ گیا اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا حافظ محمد امجد معاویہ کے حصے میں آئے جبکہ مبلغ احرار گجرانوالہ مولانا محمد عمر شکیل نے حاضرین کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور مجلس احرار اسلام کے علماء کنونشن کے اغراض ومقاصد کو تفصیلا اجاگر کیا اس مجلس کی صدارت حضرت قائد احرار مدظلہ نے کی جبکہ اس کے مہمان خصوصی محاذ ختم نبوت کے عظیم سپہ سالار شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم تھے جنہوں نے تحریک ختم نبوت 1953 اور مجلس احرار اسلام کی تاریخ پر گفتگو کی جس نے حاضرین کی دلچسپی میں بھرپور اضافہ کیا انہوں نے مخصوص انداز میں مجلس احرار اسلام کے اکابرین کی اس عظیم الشان جدوجہد کو خوبصورت پیرائے میں بیان کیا انہوں نے مجلس احرار اسلام کے علماء کنونشن کے انعقاد کو تحریک کی مضبوطی کے لیے ایک نیک اور مثبت قدم قرار دیا صدارتی خطاب میں امیر مرکزیہ سید محمد کفیل بخاری نے فرمایا۔ انہوں نے بانی احرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی زندگی کے واقعات اور قید وبند کی صعوبتوں کا ذکر کیا اور قران وسنت کی روشنی میں ختم نبوت کے عظیم مشن پر ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ ڈٹے رہنے کی نصیحت فرمائی۔ کنونشن کے اختتام پر

انہوں نے حاضرین مجلس کو چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی بھرپور دعوت دی۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے ذمہ داران علماء کرام ائمہ خطباء اور عوام الناس سے خصوصی شرکت کی درخواست کی اس موقع پر مجلس احرار اسلام کے بزرگ رہنما شیخ الطاف الرحمان بٹالوی نے مہمانان گرامی کا خصوصی شکریہ ادا کیا خصوصا جامع مسجد فیروزی کی انتظامیہ خطیب حضرت مولانا قاری زبیر احمد کے انتظام وانصرام اور حاضرین کے لیے ضیافت پر ان کی کاوش پر خراج تحسین پیش کیا اور جملہ احرار کارکنان اور ذمہ داران کو خصوصی دعاؤں سے نوازا اور آخر میں حضرت سید کفیل شاہ صاحب کی خصوصی دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

## یومِ آزادی کے موقع پر ملتان میں استحکامِ پاکستان کے دو اہم سیمینار

(رپورٹ: محمد فرحان الحق حقانی) حضرت امیرِ شریعتؒ کی تحریکِ ختمِ نبوت، تحریکِ آزادی اور استحکامِ پاکستان کے لیے خدمات کو خراجِ عقیدت وطنِ عزیز پاکستان کے 79ویں یومِ آزادی کے پُرمسرت اور تاریخی موقع پر ملتان میں استحکامِ پاکستان، ملکی تعمیر وترقی، قومی یکجہتی، نظریاتی شعور اور تحریکِ ختمِ نبوت وآزادی کے حوالے سے دو اہم اور فکر انگیز سیمینار منعقد ہوئے، جن میں علماء کرام، اساتذہ، طلباء، دینی وسماجی شخصیات، قومی وتحریکی رہنماؤں اور اہلِ قلم نے شرکت کی۔ ان پروگراموں میں جہاں پاکستان کے قیام کے مقاصد، ملکی سلامتی، استحکام اور ترقی کے لیے قومی ذمہ داریوں پر تفصیلی اظہارِ خیال کیا گیا، وہیں نئی نسل کی نظریاتی واخلاقی تربیت، قومی یکجہتی کے فروغ اور وطنِ عزیز کی نظریاتی اساس سے وابستگی کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا۔ شرکاء نے اس عزم کا اظہار کیا کہ پاکستان کی سلامتی، ترقی، خوشحالی اور استحکام کے لیے تمام مثبت اور تعمیری قوتوں کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ 13 اگست 2026ء بروز جمعرات، صبح دس بجے، مدرسہ معمورہ، دار بنی ہاشم میں سالانہ استحکامِ پاکستان سیمینار منعقد ہوا، جس میں مدرسہ کے اساتذہ، طلباء اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ شخصیات نے شرکت کی۔ سیمینار سے مولانا سید محمد کفیل بخاری (مہتمم مدرسہ معمورہ، دار بنی ہاشم ملتان) مولانا سید عطاء المحسن بخاری (ناظم مدرسہ معمورہ) مولانا محمد اکمل احرار، مولانا مفتی محمد نجم الحق، مولانا اخلاق احمد، مولانا عبدالباسط انصاری، مولانا محمد شاکر، قاری اسرار احمد، قاری محمد احسان الحق، قاری محمد معاذ، مولانا قاری محمد مدثر، مولانا محمد فہیم عاشق، مولانا قاری محمد ندیم عاشق، مولانا محمد فیصل اشفاق سمیت دیگر اساتذہ کرام نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے خطابات میں قیامِ پاکستان کے تاریخی پس منظر، وطنِ عزیز کی اہمیت، ملکی تعمیر وترقی، قومی اتحاد ویکجہتی اور پاکستان کے استحکام کے تقاضوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے اور اس نعمت کی قدر کا تقاضا ہے کہ اس کی سلامتی، ترقی اور استحکام کے لیے ہر شہری اپنی ذمہ داری کا احساس کرے۔ مقررین کا کہنا تھا کہ قوموں کی ترقی صرف معاشی وسائل سے ممکن نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے مضبوط نظریاتی بنیاد، اعلیٰ اخلاقی اقدار، قومی وحدت، قانون کی پاسداری، دیانت داری، محنت اور ملک وملت کے ساتھ

وفاداری بھی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ سیمینار میں مدرسہ معمورہ کے طلباء نے قومی و ملی نغمے بھی پیش کیے، جنھوں نے تقریب کے ماحول کو جذبۂ حب الوطنی سے سرشار کر دیا۔ اس موقع پر پاکستان اور احرار کے پرچموں کو لہرایا گیا۔

## امیرِ شریعت و استحکامِ پاکستان سیمینار؛ حضرت امیرِ شریعتؒ کی خدمات کو خراجِ عقیدت

13 اگست 2026ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب، جامع مسجد کرنالوی مین بازار قاسم بیلہ ملتان کینٹ میں یومِ آزادی کے سلسلے میں منعقد ہونے والے دوسرے اہم پروگرام میں امیرِ شریعت و استحکامِ پاکستان سیمینار کا انعقاد کیا گیا، جس میں حضرت امیرِ شریعتؒ کی دینی، ملی، قومی، تحریکی اور سیاسی جدوجہد کو موضوعِ گفتگو بنایا گیا۔ سیمینار میں نبیرۂ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المنان بخاری، پیرِ طریقت جناب میجر (ر) مسرت جاوید صاحب، مولانا محمد اکمل احرار، مولانا مفتی محمد نجم الحق، محمد فرحان الحق حقانی، پروفیسر محمد طیب علی تگہ، مولانا ناصر ملتانی، مولانا محمد اسماعیل اور سعید احمد انصاری سمیت دیگر رہنماؤں اور شخصیات نے شرکت کی۔ مقررین نے اپنے خطابات میں حضرت امیرِ شریعتؒ کی تحریکِ ختمِ نبوت، تحریکِ آزادی اور استحکامِ پاکستان کے لیے انجام دی جانے والی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور کہا کہ حضرت امیرِ شریعتؒ کی زندگی دینی غیرت، ملی حمیت، قومی شعور، حق گوئی، جرأتِ اظہار اور وطن و ملت کے ساتھ وفاداری کی ایک روشن مثال ہے۔ مقررین نے کہا کہ برصغیر کی تاریخ میں دینی و ملی تحریکوں کے حوالے سے حضرت امیرِ شریعتؒ کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے اپنے دور کے چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے ختمِ نبوت، آزادی اور پاکستان کے استحکام کے لیے بھرپور جدوجہد کی اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک ایسا عملی نمونہ چھوڑا جس سے آج بھی رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ماضی کی تحریکوں سے وابستہ اکابرین کی خدمات کو نئی نسل تک منتقل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ سیمینار کے مقررین نے کہا کہ پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں برصغیر کے علماء، مشائخ، دینی و ملی رہنماؤں اور عوام نے نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیرِ شریعتؒ کی جدوجہد کو اسی تاریخی تسلسل میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

### شعراء کا منظوم خراجِ عقیدت

امیرِ شریعت و استحکامِ پاکستان سیمینار کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی رہی کہ شعراء نے حضرت امیرِ شریعتؒ کی دینی، ملی اور قومی خدمات کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا۔ شعراء نے اپنے کلام کے ذریعے حضرت شاہ صاحبؒ کی دینی حمیت، تحریکِ ختمِ نبوت سے وابستگی، تحریکِ آزادی میں کردار اور پاکستان کے استحکام کے لیے ان کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ منظوم خراجِ عقیدت نے تقریب کے ماحول کو مزید پُر جوش اور جذباتی بنا دیا جبکہ شرکاء نے شعراء کے کلام کو بھرپور پذیرائی دی۔

## پانچویں سالانہ تحفظ ختم نبوت و استحکام پاکستان کانفرنس

تاجران، ختم نبوت چوک کے زیر اہتمام، ختم نبوت روڈ، سیدنا صدیقِ اکبر روڈ کے اشتراک سے بالخصوص رانا

محمد ہاشم علی (صدر ختم نبوت چوک ملتان، ڈپٹی سیکرٹری جنرل مرکزی تنظیم تاجران جنوبی پنجاب)، ملک محمد طاہر ڈوگر (صدر ختم نبوت روڈ، نزد ختم نبوت چوک، ٹکٹ ہولڈر پی پی 217) اوران کی پوری ٹیم وتاجر برادری کی جانب سے گزشتہ روز مورخہ 16 اگست 2026ء بروز اتوار، بعد نماز مغرب، ختم نبوت چوک (سابق چونگی نمبر 14 ملتان) میں سالانہ تحفظ ختم نبوت واستحکام پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں علماء کرام، دینی، سیاسی وسماجی شخصیات، تاجر برادری اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس میں مقررین نے تحفظِ ختم نبوت، نظریۂ پاکستان، آئین وقانون کی بالادستی، قومی یکجہتی، ملکی سلامتی اور وطنِ عزیز کی تعمیر وترقی کے حوالے سے مفصل اور فکر انگیز خطابات کیے۔ کانفرنس سے قائدِ احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری (امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان)، مولانا مفتی عبدالواحد قریشی، پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق اللہ صدیقی البدری (مرکزی جوائنٹ سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان نورانی)، علامہ عبدالرحیم گجر (نائب ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان)، مولانا نادر صدیقی، مولانا محمد اکمل احرار، رانا محمد ہاشم علی، ملک محمد طاہر ڈوگر، ملک عبدالصمد ڈوگر، شیخ جاوید اختر، شیخ محمد عمر، عارف سعید بھٹی، محمد فرحان الحق حقانی، قاری سعید احمد رحیمی سمیت دیگر مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان محض ایک خطۂ زمین نہیں بلکہ ایک نظریاتی ریاست ہے، جس کا قیام ایک واضح اسلامی، ملی اور قومی تصور کے تحت عمل میں آیا۔ اس لیے پاکستان کی نظریاتی اساس، اسلامی تشخص اور آئینی حدود کا تحفظ ہر محبِ وطن پاکستانی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

مقررین نے کہا کہ تحفظِ ختم نبوت ہمارے ایمان کا بنیادی تقاضا اور پاکستان کے آئینی وقانونی نظام کا اہم حصہ ہے۔ ختمِ نبوت کے عقیدے کے تحفظ کے لیے علماء، مشائخ، تاجر برادری، نوجوانوں اور تمام طبقات کو اپنا مثبت اور آئینی کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہوں نے واضح کیا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ ملک میں امن، برداشت، قانون کی حکمرانی اور باہمی احترام کو فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ وطنِ عزیز کو آج جن چیلنجز کا سامنا ہے، ان کا مقابلہ صرف سیاسی نعروں سے نہیں بلکہ قومی اتحاد، دیانت دار قیادت، مضبوط معیشت، معیاری تعلیم، جدید ٹیکنالوجی، میرٹ، انصاف اور قانون کی بالادستی کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان کی ترقی کا راستہ قومی مفادات کو ذاتی اور گروہی مفادات پر ترجیح دینے، کرپشن کے خاتمے اور اداروں کو مضبوط بنانے سے ہو کر گزرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تاجر برادری ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے حکومت کو تاجروں کے مسائل کے حل، کاروباری سرگرمیوں کے فروغ، ٹیکس نظام میں آسانی اور سرمایہ کاری کے لیے سازگار ماحول کی فراہمی پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ ایک مضبوط، خود کفیل اور مستحکم معیشت ہی پاکستان کو حقیقی معنوں میں مضبوط بنا سکتی ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ اور جامعہ خیرالمدارس ملتان کے مہتمم وشیخ الحدیث، آیۃ الخیر مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے بیت اللہ شریف، مکہ مکرمہ کے جوار سے بھیجے گئے

کانفرنس کیلئے اپنے صوتی پیغام میں کہا کہ ختم نبوت کا حقیقی معنیٰ تکمیل نبوت ہے۔ اللہ جل جلالہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کو مکمل کر دیا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک جاری وساری ہے۔ اب کوئی نیا نبی نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔ اللہ جل جلالہ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کے تمام درجات و مراتب کو مکمل کر دیا ہے۔ کانفرنس میں شریک تمام مہمان مقررین نے کانفرنس کے منتظمین بالخصوص رانا محمد ہاشم علی (صدر ختم نبوت چوک)، ملک محمد طاہر ڈوگر (صدر ختم نبوت روڈ)، ملک عبدالصمد ڈوگر، ملک تنویر ڈوگر، شیخ جاوید اختر، حافظ عمران سجاد، چوہدری یوسف انصاری، حاجی طارق شریف انصاری، ملک عبدالرشید ڈوگر، عبدالمالک خان، آصف خان بٹ، مجاہد حسین صدیقی، محمد طارق انصاری، شیخ ندیم، راشد انصاری، حافظ یاسر، چوہدری اشفاق، اسلم بابو، حسن رضا قریشی سمیت جملہ تاجران، ختم نبوت چوک، ختم نبوت روڈ، سیدنا صدیق اکبر روڈ کو کامیاب کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ کانفرنس میں ملک کے معروف ونامور شاعر، مولانا نادر صدیقی نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ازواج واصحاب رسول اور بنات رسول کی شان میں منظوم خراج عقیدت وتحسین پیش کیا۔ کانفرنس کا اختتام ملکی سلامتی و استحکام کیلئے اجتماعی دعا سے بخیر وخوبی ہوا۔ جس کے بعد تمام شرکاء پرامن طور پر منتشر ہو گئے۔

## مجلس احرار اسلام ضلع خوشاب کے زیر اہتمام دوروزہ اجتماعات اور ختم نبوت استحکام پاکستان ریلی

مجلسِ احرار اسلام ضلع خوشاب کے زیر اہتمام دوروزہ اجماعات احرار میں شرکت کے لیے حضرت مولانا تنویر الحسن احرار تشریف لائے۔

1۔ 13 اگست کو حضرت کا سپئیر کالج قائد آباد میں عقیدہ ختم نبوّت و یوم آزادی کے عنوان پر لیکچر ہوا۔

2۔ جامعہ تعلیم القرآن عثمانیہ سراجیہ گنجیال شریف میں بعد نماز عصر طلباء میں بیان ہوا۔

3۔ شمار شہر مسجد آرائیاں والی میں درس ختم نبوّت کے عنوان سے مفصل گفتگو ہوئی۔

4۔ مرکز دار الحبیب ملی مسجد قائد آباد میں بعد نمازِ عشاء خوشبو رسول ص کے موضوع پر بیان فرمایا۔

5۔ 14 اگست کو قائد آباد شہر میں صبح 9 بجے دفاع ختم نبوّت ودفاع پاکستان ریلی کی قیادت کرتے ہوئے خطاب فرمایا

6۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق جامعہ ابوھریرہ ہڈالی میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمایا

7۔ ضلع خوشاب میں جماعتی انتخاب کے حوالے سے جامعہ عربیہ جوہر آباد میں انتخابی اجلاس میں شرکت فرمائی اور اتفاق رائے سے مولانا مفتی محمد معاویہ سلیم صاحب کے ضلعی امیر اور رانا محمد اصغر فاروقی کو ناظم اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے اعلان کیا۔

اختتامی دعا سے اجلاس اور دورے کا شیڈول مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جماعتی دورے کو ضلع میں جماعت کی ترقی کا ذریعہ بنائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے آمین۔ رانا محمد اصغر فاروقی اور مولانا محمد اسماعیل مہروی صاحب 2 روزہ

دورے میں مکمل طور پر حضرت مفتی صاحب کے ہمسفر رہے آخر میں ہر دو حضرات نے مفتی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ اپنی منزل کی طرف الوداع کیا۔

## کاروان مجلس احرار اسلام کا دورہ وھوا

مجلسِ احرار اسلام وھوا (تونسہ شریف) کے زیرِ اہتمام 14 اگست 2026ء کو نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنان شاہ بخاری صاحب (مرکزی ناظم تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان) اور ضلعی امیر مجلس احرار اسلام ملتان مولانا محمد اکمل صاحب نے دوروزہ دورہ کیا۔ جس میں مجلس احرار اسلام کی 96 سالہ خدمات کو اجاگر کیا اور اکابر ختم نبوت کے سنہرے کردار پر روشنی ڈالی۔ نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنان شاہ بخاری صاحب (مرکزی ناظم تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان) نے خطاب کیا۔ اکابرامت کی ختم نبوت کے عظیم مشن کے تحفظ کی خاطر لازوال قربانیوں پر روشنی ڈالی اور ردقادیانیت پر مفصل اظہار خیال کیا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام 12,11 ربیع الاول کو چناب نگر میں ہونیوالی دوروزہ کانفرنس ودعوت اسلام ریلی میں عوام الناس سے شرکت کی اپیل کی تادم آخر تحفظ ختم نبوت کی خاطر عوام الناس نے ہر قسمی تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

اس موقع پر ضلعی مبلغ مجلس احرار اسلام ڈیرہ غازی خان مولانا محمد مدثر اسمٰعیل، مولانا محمد عبدالمجید قیصرانی، قاری سمیع اللہ قریشی ہاشمی، حافظ عطاء المحسن ہاشمی، محترم ذکاء اللہ قریشی ہاشمی علاقہ بھر کے علماء کرام اور عوام الناس کی کثیر تعداد نے شرکت کی (جاری کردہ؛) محمد آفتاب لنگراہ (میڈیا ایڈوائزر)

☆......☆......☆

# مسافران آخرت

☆......مجلس احرار اسلام سمن آباد ٹاؤن لاہور کے صدر قاری عبدالعزیز یوسف صاحب، قاری عطاء الرحمٰن یوسف صاحب کی پھوپھو جان انتقال: 12 اگست 2026ء

☆......منڈی بہاؤالدین میں حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ اور مجلس احرار سے محبت کرنے والے ہمارے مہربان محمد خلیل صاحب مرحوم 13 اگست 2026ء

☆......مجلس احرار اسلام جھنگ کے ناظم مالیات حاجی محمد افضل صاحب کی ہمشیرہ لاہور میں 11 اگست 2026ء کو انتقال کر گئیں۔

# مطبوعات احرار صدی

| مصنف | کتاب |
|---|---|
| ڈاکٹر محمد عمر فاروق | تحریک ختم نبوت (جلد اوّل) |
| // | تحریک ختم نبوت (جلد دوم) |
| مولانا محمد مغیرہ مدظلہ | حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام |
| نور اللہ فارانی | ظرافت بخاری |
| مفتی تنویر الحسن | سانحہ مسجد دوالمیال |
| ایچ اے والٹر | احمدیہ تحریک |
| خالد محمود | قادیانیت اپنے آئینے میں |
| ماسٹر تاج الدین انصاریؒ | روداد فسادات فرخ نگر |
| سید عطاء المنان بخاری | پچاس سالہ فتح ربوہ، احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر |
| مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ | مضامین ختم نبوت |
| مولانا مظہر علی اظہرؒ | جدوجہد آزادی میں احرار کا حصہ |
| سید محمد کفیل بخاری | علامہ اقبال اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ |
| خطبات امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری | پاکستان میں کیا ہوگا؟ |
| سید محمد کفیل بخاری | مجلس احرار اسلام: تاریخ و تعارف، خدمات و اہداف |
| سید محمد کفیل بخاری | مجلس احرار اسلام اکابرِ احرار، علماء مشائخ کی نظر میں |
| سید محمد کفیل بخاری | مجلس احرار اسلام ایک حریت پسند جماعت |
| مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ | پیامِ احرار |
| مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ | ہماری دعوت |
| حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ | قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ |

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 0304-7327857

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

## ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

**اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔**

”الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲) ...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

**اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔**

”اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE
PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز
Head Office: Canal View, Lahore
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ
آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس